لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

النور

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

فتح ۱۳۷۷ھش

دسمبر ۱۹۹۸ء

رمضان کا مہینہ

مومن کے لئے سب سے زیادہ محفوظ مہینہ ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۶ء)

لندن (۲۶ جنوری) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے روزوں کی فضیلت کے مضمون کو قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبوی ؐ کی روشنی میں تفصیل سے بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ رمضان کے فوائد اور برکتوں کا سب سے زیادہ علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تھا۔ اس حوالہ سے حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعض احادیث پیش فرمائیں اور بتایا کہ جو شخص ایمان اور اخلاص کے ساتھ روزے رکھتا ہے اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ حضور نے بتایا کہ تہجد کی نماز خصوصیت سے رمضان سے تعلق رکھتی ہے۔ اس پہلو سے روزہ رکھنے والوں کے لئے تہجد میں داخل ہونے کا ایک راستہ کھل جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بچوں کو بھی سحری کے لئے اٹھنے کی عادت ڈالیں اور جو روزہ نہیں رکھ سکتے وہ اس وقت نوافل ہی پڑھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے حدیث کے حوالے سے بتایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دئے جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ رمضان کے مہینہ میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو کوئی برا کام کرے۔ بلکہ یہ خوش خبری ان مومنوں کے لئے ہے جو قرآن اور حضرت محمد ؐ رسول اللہ کی اطاعت کے دائرے میں رہتے ہیں۔ رمضان ان کے لئے اتنی نیکیوں کا پیغام لاتا ہے اور اتنے تقویٰ کی تعلیم دیتا ہے کہ ان کے لئے ممکن ہی نہیں رہتا کہ وہ کوئی ایسی حرکت کریں جو انہیں دوزخ کی طرف لے جائے۔ رمضان کا مہینہ مومن کے لئے سب سے زیادہ محفوظ مہینہ ہے کیونکہ ہمہ وقت اس کی توجہ اس طرف رہتی ہے کہ میں اس مہینہ میں نیکیاں کما کر گزاروں اور بدیاں جھاڑ کر گزاروں۔ حضور نے فرمایا کہ ہر انسان کا ایک شیطان ہے جو اس کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ مومن کا وہ شیطان رمضان میں جکڑا جاتا ہے۔ اس کو مستقل جکڑنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ جہنم کا دروازہ ان لوگوں کے لئے کھل جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور قرآن کے دائرے سے باہر زندگی بسر کرتے ہیں۔

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE **AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM**, INC., AT THE LOCAL ADDRESS 31 Sycamore St. P. O. Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**

Postmaster: Send address changes to:

THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. Box 226
Chauncey, OH 45719-0226

Bro. Jalal Lateef is receiving his prize from the Amir Sahib at the Ansarullah Ijtema, 1998

دسمبر ۱۹۹۸ء

فتح ۱۳۷۷ ہش

فہرست مضامین

القرآن الحکیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى الَّذِيْنَ
يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا
فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ
شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي
سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا
يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي

مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ
عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ
فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ اُحِلَّ
لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَاۗىِٕكُمْ ۭ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ
وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ
فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَابْتَغُوْا مَا
كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا
الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي
الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ
اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر بھی (روزوں کا رکھنا اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو (سو تم روزے رکھو) چند گنتی کے دن۔ اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اُسے اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی) ہوگی اور اُن لوگوں پر جو اس (یعنی روزہ) کی طاقت نہ رکھتے ہوں (بطور فدیہ) ایک مسکین کا کھانا دینا (بشرط استطاعت) واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اُس کے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے، (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لیے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں اس لیے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اُسے چاہئیے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اُس پر اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہوگی۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا، اور (یہ حکم اس نے اس لیے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور) تاکہ تم تعداد کو پورا کر لو اور اس (بات) پر

اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تاکہ تم (اس کے) شکر گذار بنو۔
اور (اے رسول!) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تو جواب دے کہ) میں (ان کے) پاس (ہی) ہوں جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اُس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہئیے کہ وہ (دعا کرنے والے بھی) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔
تمہیں روزہ رکھنے کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ہے وہ تمہارے لیے ایک (قسم کا) لباس ہیں اور تم ان کے لیے ایک (قسم کا) لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے اس لیے اُس نے تم پر فضل سے توجہ کی اور تمہاری (اس حالت کی) اصلاح کر دی۔ سو اب تم (بلا تامل) اُن کے پاس جاؤ اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لیے مقدر کیا ہے اس کی جستجو کرو۔ اور کھاؤ اور پیو۔ یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے اس کے بعد (صبح سے) رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔ اور جب تم مساجد میں معتکف ہو تو اُن کے (یعنی بیویوں کے) پاس نہ جاؤ۔ یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں اس لیے تم ان کے قریب (بھی) مت جاؤ۔ اللہ اسی طرح لوگوں کے لیے اپنے احکامات بیان کرتا ہے تاکہ وہ (ہلاکتوں سے) بچیں۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

روزہ اور اسکی اہمیت

— عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ ۔ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ، اِنِّیْ صَائِمٌ ۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ ۔ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا، اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ ۔ (بخاری کتاب الصوم باب هل یقول انی صائم اذا شتم)

حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لیے ہیں مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اسکی جزا بنوں گا یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے، پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شر کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ ہو یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

— عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ ۔

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل به)

حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ رکھنا بیکار ہے۔

— عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ ۔

(بخاری کتاب الصوم باب هل یقال رمضان او شهر رمضان)

حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

— عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَكَةً ۔

(بخاری کتاب الصوم باب برکة السحور ومسلم)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔

روزہ رکھنے کی دُعا وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

روزہ کھولنے کی دُعا - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام

روزہ پھر تیسری بات جو اسلام کا رُکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔

رمضان مبارک

رمضان المبارک کو پانچوں نمازوں، نمازِ تہجد۔ نمازِ تراویح، تلاوتِ قرآنِ کریم اور خدا تعالیٰ کی راہ میں کثرت سے صدقہ وخیرات کے ذریعہ مزیّن کریں۔

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان۔جماعت جرمنی اول 'پاکستان دوم اور امریکہ سوم رہی

رضائے باری تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے والوں کی توفیق بڑھائی جاتی ہے

ہر ایک حاضر اور غائب کو نصیحت ہے کہ اپنے بھائیوں کو چندے سے باخبر کرے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 6۔نومبر 1998ء بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن:6۔نومبر 1998ء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج یہاں بیت الفضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا اور فرمایا کہ عالمگیر جماعت احمدیہ میں چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کے ضمن میں جماعت جرمنی اول 'جماعت پاکستان دوم اور جماعت امریکہ سوم رہی۔پاکستان کی جماعتوں میں لاہور اول رہا جبکہ ربوہ دوم اور کراچی سوم رہا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطبہ جمعہ حسب معمول ایم ٹی اے نے بیت الفضل لندن سے لائیو ٹیلی کاسٹ کیا اور اس کے علاوہ سات دیگر زبانوں انگلش 'عربی' فرنچ 'جرمن 'بوسنین 'بنگالی اور ترکی میں رواں ترجمہ ساتھ ساتھ نشر کیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے سورہ صف کی آیات 11۔12 کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس سورۃ میں حضرت مسیح موعود کی آمد کی خبر دی گئی ہے اور جماعت احمدیہ پر جو حالات گذرنے ہیں اس کے بھی واضح اشارے بیان کئے گئے ہیں کہ کس طرح یہ جماعت مالی اور جانی قربانی میں آگے بڑھنے والی ہے۔حضور نے فرمایا ان آیات میں ذکر ہے کہ کیا میں تمہیں ایسی تجارت کی خبر نہ دوں جو دردناک عذاب سے بچالے گی۔وہ یہ ہے کہ اللہ اور رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اللہ کے رستے میں مالوں اور جانوں سے جہاد کرو۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ وہ صفات ہیں جو خصوصیت سے جماعت احمدیہ پر اطلاق پاتی ہیں۔ان آیات میں تجارت اور اقتصادی جدوجہد سے نہیں روکا جارہا بلکہ اس کے نتیجے میں جو خرچ کیا جائے گا اس کے بارے میں بتایا جارہا ہے۔اس میں بتایا گیا ہے کہ جو مال خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے گا وہ عقبیٰ بھی سنوار دے گا اور دنیا بھی سنوار دے گا۔اور اس کے نتیجے میں خرچ کرنے والے کو دردناک عذاب سے نجات دی جائے گی۔حضور نے فرمایا اس میں یہ پیشگوئی ہے کہ جو مالی قربانی کریں گے ان کے نفوس اس کے نتیجے میں پاک ہوں گے اور دن بدن پاک سے پاک تر ہوتے جائیں گے۔نتیجۃً ان کے نفوس مزید پاک قربانیاں پیش کریں گے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس مضمون کی تشریح میں ایک حدیث نبوی ﷺ کے حوالے سے فرمایا کہ جو مال خدا کی راہ میں صدقہ کیا گیا وہی اگلے جہان میں فائدہ مند ہوتا ہے۔

حضور نے حضرت مسیح موعود کا ایک ارشاد پیش فرمایا اور فرمایا اس میں حضرت مسیح موعود نے جس پیار سے اپنی جماعت کو مخاطب فرمایا وہ شاید اور کسی جگہ نہ ملے۔حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں "اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!" آپ نے فرمایا کہ یہ اتنا عظیم محبت کا اظہار ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے درخت کے ساتھ بعض خشک ٹہنیاں بھی ہوتی ہیں لیکن جب تک وہ درخت سے وابستہ رہتی ہیں ان کے ہرا ہونے کی امید رہتی ہے۔ورنہ وہ جلانے کے کام آتی ہیں۔اسی لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔اس لئے جو شاخ خشک ہو جائے اسے چاہئے کہ درخت کے ساتھ دوبارہ تعلق جوڑے اور سرسبز ہو جائے۔ورنہ جو وابستگی کا تعلق توڑ بیٹھتے ہیں وہ پھر زندہ نہیں ہوسکتے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جن کو سبز شاخیں قرار دیا گیا ہے وہ ایسے مخلصین ہیں کہ جن کو جب بھی مالی قربانی کی تحریک کی جائے وہ آگے بڑھ کر لبیک کہنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔اور بعض اوقات توان کو روکنا پڑتا ہے۔ورنہ وہ استطاعت سے بڑھ کر مالی قربانی پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود کا ایک اور ارشاد پیش کرکے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے کہ اپنے بھائیوں کو چندے سے باخبر کرو۔یہ ایسی

تحریک ہے جو ہر وقت جاری رہنی چاہئے۔اپنے بیوی بچوں کو بتاتے رہیں اور مالی قربانی کی تحریک کرتے چلے جائیں۔اور بتائیں کہ اللہ تعالیٰ بہت سے دکھ چندوں کی بدولت دور کر دیتا ہے۔اور جو بھی خرچ کرتا ہے اللہ اسے بڑھا چڑھا کر واپس کرتا ہے۔

تحریک جدید کی رپورٹ کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس سال عالمگیر جماعت احمدیہ نے تحریک جدید میں مجموعی طور پر 16لاکھ 86ہزار پاؤنڈ کی قربانی پیش کی۔جو گذشتہ سال سے 65ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔جرمنی اول پاکستان دوم امریکہ سوم اور برطانیہ چوتھے نمبر پر آیا۔پانچویں نمبر پر کینیڈا، چھٹے پر برما ساتویں پر انڈونیشیا آٹھویں پر ہندوستان نویں پر سوئٹزرلینڈ اور دسویں پر بیلجیئم اور جاپان رہے۔پاکستان میں لاہور اول ربوہ دوم کراچی سوم چوتھے نمبر پر اسلام آباد اور پانچویں نمبر پر راولپنڈی رہا اللہ یہ اعزاز ان سب جماعتوں کو مبارک کرے آمین۔

ٹوپی پہننے کو رواج دیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ٹوپی سے انسان بہت سی بدیوں سے اس وجہ سے بچتا ہے کہ لوگ آپ سے ان بدیوں کی توقع نہیں کرتے۔ ٹوپی آپ کے مزاج کی تشخیص کر دیتی ہے اور تعین کر دیتی ہے۔ لیکن جہاں تک مسجد میں ٹوپی کا تعلق ہے اس کا ادب سے گہرا تعلق ہے۔ مسجد میں ٹوپی پہن کر جانا سنت کے مطابق ہے۔ اس کا ایک اندرونی روحانی رجحان سے تعلق ہے اس لئے اس کو رواج دیں۔ بچوں کو چھوٹی چھوٹی ٹوپیاں بنا کر دیں، ضروری تو نہیں کہ مہنگی ٹوپیاں ہی ہوں۔ کپڑے کی ٹوپیاں ہی سہی مگر ادب کا ایک نشان ضرور ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ان چیزوں کی طرف بھی واپس لے کر آئے اور ان چیزوں پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(از خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ مارچ ۱۹۹۳ء)

خطبہ جمعہ

وقف جدید کو آئندہ نسلوں کو سنبھالنے کے لئے استعمال کریں اور کثرت سے وقف جدید میں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھائیں

ہر جماعت میں نئے آنے والوں کے لئے وقف جدید کا ایک الگ سیکرٹری مقرر ہو، وہ خالصۃً ان پر کام کرے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲ر جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق ۲ر صلح ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ. وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الاُمُوْرُ. يُوْلِجُ الَيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَيْلِ وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ. اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ. فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ. (سورۃ الحدید آیات ۶ تا ۸)

آج خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وقف جدید کے سالِ نو کا آغاز ہوگا اور پرانی روایات کے مطابق جنوری کے پہلے جمعہ میں ہمیشہ تو نہیں مگر اکثر وقف جدید کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس اعلان سے پہلے میں ایک دو امور ویسے ضمناً عرض کر رہا ہوں کہ یہاں جمعہ پہ آتے ہوئے رستے میں "صَلِّ عَلٰى نَبِيِّنَا ، صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ" کا ورد ایم ٹی اے پر ہو رہا تھا اور اس پر میرا دل حمد سے بھر گیا کہ ظالموں نے کوشش کی تھی کہ جماعت احمدیہ کو صَلِّ عَلٰى کے ورد سے ربوہ میں محروم کر دیں، چھوٹے چھوٹے بچوں کو قید کیا اور پکڑا گیا کہ تم صَلِّ عَلٰى کا ورد نہ کرو، آج ساری دنیا صَلِّ عَلٰى کے ورد سے گونج رہی ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ اس کے رستے میں حائل ہو سکے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے جسے ہمیں خصوصیت سے یاد رکھنا چاہئے کہ ان کی سب روکیں خدا نے خاک کی طرح اڑا دی ہیں۔ آسمان سے جو فضل نازل ہو رہے ہیں ان کی راہ میں ان کی طرف سے کوئی چھتریاں، کوئی روکیں حائل نہیں ہو سکتیں۔ وہ فضل نازل ہوتے چلے جائیں گے اور یہ حسرتوں سے دیکھتے چلے جائیں گے۔ اگر یہ حقیقت بھی ان کو سمجھ نہیں آرہی تو پھر کیا حقیقت سمجھ آئے گی۔ اپنی آنکھوں کے سامنے آسمان سے فضلوں کی بارش ہوتی دیکھ رہے ہیں اور شور مچا رہے ہیں کہ ہم مباہلہ جیت گئے۔ خاک جیتے ہو تم۔ وہ قصے میں بعد میں بتاؤں گا کہ کیا جیتے ہیں اور کیسے جیتے ہیں مگر یہاں ضمناً صرف آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ اس وعدے میں بھی خدا تعالیٰ کا بہت شکر ادا کریں، اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ ------

اب میں ان آیات سے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں جو وقف جدید کا خطبہ دینے سے پہلے میں نے تلاوت کی ہیں۔ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الاُمُوْرُ. یہ ایک اعلان عام ہے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے۔ کوئی اس بادشاہی میں اس کا شریک نہیں۔ اس حقیقت کا دل میں گڑ جانا یہی توحید ہے۔ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الاُمُوْرُ. نہ صرف یہ کہ بادشاہی ہے بلکہ تمام امور، تمام اہم باتیں اسی کی طرف لوٹائی جائیں گی۔ پس اس سے مفر نہیں۔ خدا تعالیٰ کی بادشاہی کوئی دنیا کی بادشاہی نہیں جس سے آپ بھاگ کر کہیں منہ چھپا سکیں۔ دنیا میں بھی کوئی مفر نہیں، آسمانوں میں بھی کوئی مفر نہیں اور اگر ہو تا بھی تو آخر اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ پس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر ظاہر ہونے میں بعض دفعہ دیر بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے یقین دلایا تھا کہ دیکھ تیرے مخالفین کی پکڑ اگر یہاں نہ بھی ہوگی تو تُو جانتا ہے کہ آخر ضرور ہوگی۔ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمانا دراصل ایک گہری حکمت ہم سب کے لئے رکھتا ہے۔ آنحضورؐ کی اس پر پوری تسلی ہو گئی تھی۔ ایک ذرہ بھی قلق باقی نہیں رہا کیونکہ آپ آخرت پر یقین رکھتے تھے۔ آپ کے لئے کوئی پکڑ یہاں ہو یا وہاں ہو محض ایک رسمی فاصلہ تھا ورنہ امر واقعہ یہی ہے کہ آپ کے نزدیک تو اِس دنیا اور اُس دنیا میں فرق ہی کوئی نہیں تھا اور جب یقین ہو تو پھر دشمنوں کی تعلّی ان کی ہنسیاں سب بے کار، بے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الاُمُوْرُ. آخر سب باتوں نے اس کی طرف لوٹنا ہے اس میں گھبراہٹ کی کیا ضرورت ہے۔ یہ کامل توکل ہے جو میں جماعت سے چاہتا ہوں اور ہر ممکن کوشش کرتا ہوں کہ میری جان اسی توکّل پہ جائے ایک ذرہ بھی خدا سے کسی قسم کا کوئی شکوہ دل میں نہیں پیدا ہونا چاہئے۔ بیماریاں ہوں، مصیبتیں ہوں، دشمن کی تعلّیاں ہوں یا دشمن سے قطع نظر زندگی کے مسائل ہوں اگر یہ دین آپ کا دین ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے تو پھر آپ ہمیشہ تسکین کے سانس لیں گے اور مرتے وقت بھی آپ کو ایک ایسی قلبی تسکین حاصل ہوگی جو کسی اور کو نصیب نہیں ہو سکتی۔

اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُوْلِجُ الَيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَيْلِ تم دیکھتے نہیں کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اس میں دن کو رات میں داخل کرنا ایک خاص معنے رکھتا ہے وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَيْلِ یہ ایک ایسے دن کی طرف اشارہ ہے جو مومنوں کا دن بھی آ کے واپس نہیں جایا کرتا۔ عام طور پر اچھی بات قرآن کریم میں پہلے بیان کی جاتی ہے اور کچھ برائی کی خبر بعد میں بیان کی جاتی ہے لیکن جہاں اس ترتیب کو بدل دیا جائے وہاں لازماً گہری حکمت ہوا کرتی ہے اور یہاں یہ حکمت پیش نظر ہے کہ مومنوں کی رات میں مومنوں کا دن داخل ہو جائے گا اور جب ہوگا تو پھر دوبارہ وہ رات میں تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ وہ ہیشگی کا دن ہے جو ان پر طلوع ہوگا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس مضمون کو بھی اچھی طرح سمجھ لیں گے اور اس کے بعد پھر ساری باتیں اللہ پر ہیں۔ تمام تر توکل اللہ پر ہے۔ کچھ بھی جھگڑا باقی نہیں رہتا، کوئی مخمصہ باقی نہیں رہتا۔ یہ ایک تقدیر الٰہی ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی آپ نہیں دیکھیں گے۔ تاخیر ہو جایا کرتی ہے، دیر تو ہوتی ہے مگر اندھیر نہیں۔ **خدا کا دن لازماً بڑے مضبوط قدموں سے آگے بڑھا کرتا ہے اور جب ایک دفعہ دن پھیلنا شروع ہو جائے تو اس کی روشنی کی راہ میں کوئی دنیا کا اندھیرا حائل نہیں ہوا کرتا۔** وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اور وہ دلوں کے حال کو جانتا ہے۔ جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ پر اس قسم کا توکل نہ رکھیں جس کی تفصیل ان آیات نے بیان فرمائی ہے تو وہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے حال کو جانتا ہے۔ اور وہ لوگ جن کے دل میں یہی باتیں ہیں ان کو بھی اِس کا ڈھنڈورا پیٹنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ دلوں کے حال کو جانتا ہے۔ وہ ہر توکل کرنے والے سے وہی

سلوک فرمائے گا جو ہمیشہ فرمایا کرتا ہے۔ اٰمِنُوا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ اَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَکُم مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خرچ کرو مِمَّا جَعَلَکُم جو اس نے تمہارے لئے بنایا۔ جن جائیدادوں کا یعنی جو بھی مال و متاع دنیا کے ہیں یا جو بھی طاقتیں عطا ہوئی ہیں ان کا تمہیں مالک بنا دیا ہے۔ استخلاف کا مضمون پہلی قوموں کے ورثے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ وہ چیزیں جو پہلی قوموں کو عطا کی گئی تھیں وہ اب لازماً تمہیں عطا کی جائیں گی۔ اور اس بات پر متنبہ ہو جاؤ کہ خدا تعالیٰ تم سے توقع نہیں رکھتا کہ ان طاقتوں کو، ان عظمتوں کو جو دنیا میں تمہیں عطا کی جائیں گی ان کو اپنے ہاتھ سے ضائع کر دو اور اس دن کو پھر اندھیروں میں تبدیل کر دو۔ اگر یہ ہوا تو تم ذمہ وار ہو۔ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا مِنْکُمْ وَ اَنْفَقُوا لَھُم اَجْرٌ کَبِیْرٌ. پس یاد رکھو کہ وہ لوگ تم میں سے جو ایمان لاتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں۔ یہاں خرچ سے مراد صرف دنیاوی خرچ نہیں بلکہ روحانی طور پر اپنی تمام طاقتیں، تمام دل و جان اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے لئے اَجْرٌ کَبِیْرٌ ایک بہت بڑا اجر مقدر ہے۔ (سورہ الحدید آیات ٦ تا ٨)

اب رمضان کا مہینہ ہے اور یہ مضمون جو دراصل تو وقف جدید کے لئے شروع کیا گیا تھا میں اس کو رمضان کے ساتھ ملانا چاہتا ہوں تاکہ رمضان کی برکتوں میں وقف جدید اور وقف جدید کی برکتوں میں رمضان کی برکتیں شامل ہو جائیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق بخاری کتاب الزکوٰۃ یہ بیان کرتی ہے اور یہ قول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے، اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر۔ اس میں سے جو پہلا حصہ ہے وہ تو ظاہر و باہر ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو خرچ کرنے والے ہیں خصوصیت سے رمضان مبارک میں، ان کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں۔ پس آپ اپنی نیکیوں میں اپنے بچوں کو بھی شریک کریں، اپنے گرد و پیش، اپنے ماحول کو بھی شریک کریں تاکہ یہ نیکیوں کا مضمون پھولنے اور پھلنے لگے اور تمام دنیا پہ محیط ہو جائے۔ یہ ایک ایسا فعل ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چلائی جانے والی ہواؤں کے رخ پر ہوگا۔ فرشتے دعائیں کریں گے اور آپ آگے قدم بڑھائیں گے۔ تو بہت تیزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے اموال میں برکت دے گا اور اس برکت کے نمونے ہم دیکھ رہے ہیں۔ تمام دنیا میں ایسے خرچ کرنے والوں کو خدا تعالیٰ مزید عطا فرما رہا ہے اور ان جیسے اور پیدا کر رہا ہے جن کے نتیجے میں احمدیت کے بڑھتے ہوئے بوجھ بآسانی اٹھائے جا رہے ہیں۔

میں نے پہلے بھی بارہا ذکر کیا ہے کہ آج تک ایک بھی ضرورت ایسی میرے سامنے نہیں آئی جو ضرورت حقہ ہو، اچانک سامنے پیدا ہو جائے اور اس کی تائید میں الٰہی ہوا نہ چلی ہو۔ ہمیشہ بغیر تحریک کے، کثرت کے ساتھ عین ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ ضرورت پوری کرنے کے سامان پیدا کر دیتا ہے اور مبارک ظفر صاحب جن کے سپرد شریف اشرف صاحب کے علاوہ آج کل مالیات کا نظام ہے وہ جب کسی خاص بڑھتی ہوئی ضرورت کے متعلق بات کرنے آتے ہیں تو ان کی مسکراہٹ بتا رہی ہوتی ہے کہ پھر وہی واقعہ ہو گیا ہے۔ ان سے برداشت نہیں ہوتی بے اختیار ہنس پڑتے ہیں کہ وہی بات ہوئی میں ضرورت کا پوچھنے کے لئے آیا تھا اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پورا ہونے کے سامان بھی ساتھ پہنچ گئے ہیں۔ یہ ایسا مسلسل خدا تعالیٰ کا سلوک ہے کہ آج تک کبھی ذرہ بھی اس میں کوتاہی نہیں ہوئی۔

پس آپ محفوظ ہاتھوں میں ہیں، نہ صرف یہ کہ آپ محفوظ ہاتھوں میں ہیں بلکہ آپ کے دل کی سچائی پر یہ باتیں گواہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچے لوگوں سے ہے۔ جو خدا کی خاطر، نہ کہ دنیا کو دکھانے کے لئے، اس کی راہ میں اپنی طاقتیں اور اپنے اموال خرچ کرتے ہیں ان کے ساتھ یہ وعدہ ہے اور ہمارے ساتھ یہ وعدہ پورا ہو رہا ہے۔ تو سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان خرچ کرنے والوں کے دلوں پر نظر رکھی اور ان کی نیکیوں اور ان کے خلوص کو قبول فرما لیا ہے اور یہ قبولیت کے نشان ہیں جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہمیشہ اسی طرح یہ قبولیت کے نشان ہمارے حق میں ظاہر ہوتے رہیں۔

جہاں تک روک رکھنے والے کنجوس کی ہلاکت کی دعا ہے اس سلسلے میں میں بعض وضاحتیں پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ دنیا میں لوگوں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاک نہیں کیا جاتا۔ کیوں ہلاک نہیں کیا جاتا یہ مضمون میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں یعنی ایمان لانے والوں کی کسی خوبی پر نظر رکھتے ہوئے یا اپنی عنایت کی وجہ سے ان کو بچانا چاہے اور وہ اموال کے معاملے میں کنجوسی کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کے اموال برباد ہونے شروع ہو جاتے ہیں تاکہ ٹھوکر کھا کر ان کو نصیحت آئے اور بسا اوقات ایسے لوگوں نے بالآخر مجھے خط لکھا کہ ہم یہ کیا کرتے تھے لیکن اب ہمیں نصیحت آگئی ہے اور جب سے ہم نے خدا کی راہ میں کنجوسی چھوڑی ہے ہمارے اموال میں دوبارہ برکت پڑنی شروع ہو گئی ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ ضائع سمجھتا ہے، بیکار، خشک لکڑیاں جانتا ہے ان کو ضرور کاٹ کے الگ پھینک دیا کرتا ہے اور پھر ان کے اموال ترقی کرتے ہیں اور کرتے چلے جاتے ہیں لیکن جماعت کو ان کی کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ اپنے اموال سمیت جہاں چاہیں چلے جائیں جماعت کے خزانے میں ایک آنے کی بھی کمی نہیں کر سکتے اور ان کی جگہ اللہ اور بھیج دیتا ہے۔ پس یہ وہ سلوک ہے جو ہم سے جاری ہے اور یہ حدیث دراصل اسی مضمون کو بیان کر رہی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ وہ کون ہیں جن پر رشک کرنے کی اجازت ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ ایسے شخص پر بے شک رشک کرو۔ اگرچہ ایسے اشخاص اپنے اس خرچ کو چھپاتے ہیں، چھپانے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ ظاہر ہو بھی جاتا ہے اور اللہ کی تقدیر اسے ظاہر کر دیا کرتی ہے بعض دفعہ اس لئے تاکہ دوسروں کو نصیحت ہو۔ پس جب ان کو دیکھو تو ان پر رشک کرو۔ دوسرا ایسا شخص جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی ہو جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہو اور لوگوں کو سکھاتا ہو۔ **تو دانائی اور علم و حکمت کو بنی نوع انسان کے حق میں استعمال کرنا چاہئے اور یہ بھی ایک ایسا خرچ ہے جس کے نتیجے میں دانائی اور علم و حکمت میں ترقی ہوتی ہے۔** یہ خدا کے عطا کردہ مال کی طرح جو ہمیشہ بڑھتا ہے یہ بھی بڑھتی رہتی ہے اور جتنا بھی آپ بنی نوع انسان کی خاطر کچھ خرچ کریں یا جو کچھ آپ نے پایا ہے اس میں شریک کرنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ اس میں کمی نہیں آنے دے گا۔ میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا بعض عطائی نسخے والے سینہ بسینہ لوگوں کی بھلائی کے راز لئے پھرتے ہیں اور چھپا کے رکھتے ہیں۔ یہ صرف مشرق کا حصہ نہیں مغرب میں بھی بہت بڑی بڑی کمپنیاں اسی جرم میں مبتلا ہوتی ہیں کہ وہ راز کی باتیں جس کے نتیجے میں اُن کا کوئی مال دنیا میں شہرت پا لیتا ہے اسے اتنی مضبوطی سے قفل بند رکھتے ہیں کہ کسی اور میں طاقت ہی نہیں ہوتی کہ اس کو پیش کر سکے حالانکہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اور بھی رزق عطا کر دینا تھا لیکن اس طرف ان کی نظر نہیں جاتی۔

ہمارے ملک میں بھی ایسے لوگ ہیں کوئی نسخہ ہی ہاتھ آ گیا تو سنبھال سنبھال کے رکھتے ہیں۔ مجھے ملنے والے دلچسپ خطوں میں سے بعض ایسے خط بھی ہوتے ہیں کہ یہ نسخہ اب ہم آپ کو بتا رہے ہیں اسے احتیاط سے استعمال کریں لیکن دنیا کو کانوں کان خبر نہ ہو کہ اتنا عظیم الشان نسخہ میرے ہاتھ آ گیا ہے۔ میں ان کے نسخے ردّ کر دیا کرتا ہوں۔ میں کہتا ہوں اللہ نے مجھے تم سے بہت بہتر نسخے عطا فرمائے ہیں جنہیں میں کھُل کر دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہوں، ذرہ بھر بھی کنجوسی نہیں ہے اور اس کے نتیجے میں میرا علم کم نہیں ہو رہا، بڑھ رہا ہے۔ اور ایسے خدا کے بندے جو اپنے علوم کے نتیجے میں بعض راز پا جاتے ہیں وہ مجھے کھل کے لکھتے ہیں اور کہتے ہیں بے شک اس کا اشتہار عام دیں یہ بنی نوع انسان کی ملکیت ہے۔ مجھے ایسے احمدی چاہئیں اور انہی کا ذکر ملتا ہے اس حدیث نبوی میں کہ اپنی حکمت کو بے باک لوگوں کے لئے استعمال کرو، کبھی کم نہیں ہو گی۔

مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضاً حَسَناً فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافاً کَثِیْرَۃً وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَ یَبْسُطُ وَ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْن۔ یہ الحکم سے میں نے کچھ اقتباسات ایک دو لئے ہیں تاکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے مضمون کو آپ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الفاظ میں سن لیں۔ (*رمضان کے روزے کے باعث منہ خشک ہونے کی وجہ سے بعض الفاظ کی صحیح طورپر ادائیگی میں دقت پیش آ رہی تھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا*) : منہ خشک ہونے کی وجہ سے یہ بولنے میں جو بعض دفعہ دقت ہوتی ہے یہ تو پہلے ہی ہمیشہ میں نے بتایا ہے ہوا کرتی تھی اور اپنے باپ اور بڑے

بھائی سے میں نے یہی ورثہ پایا ہے لیکن اس کا نقصان کوئی نہیں ہے۔ پہلے تو قہوے یا گرم پانی کے ذریعے ہونٹوں کو تر کر دیا جاتا تھا۔ اب روزے کی وجہ سے ممکن نہیں ہے اس لئے میں کوشش کر رہا ہوں آپ دعا کریں کہ کچھ ایسی دوائیں، جیسے حکمت کی باتیں میں کر رہا تھا، خدا تعالیٰ مجھے عطا فرمادے جن کے بعد آپ کو درس میں یا جمعہ پر خشک ہونٹوں کی تر باتیں سننے سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ہونٹ خشک ہو جاتے ہیں مگر باتیں تر ہیں ان میں کہیں ذرہ بھی خشکی کے کوئی آثار آپ نہیں دیکھیں گے۔ پس دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جس طرح بھی ہوا اپنے فضل اور رحم کے ساتھ اس رمضان کو بہتر سے بہتر حالت میں آگے بڑھاتا رہے اور مجھے اس کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق بخشے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو قرض مانگتا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کو حاجت ہے اور وہ محتاج ہے۔ ایسا وہم کرنا بھی کفر ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جزاء کے ساتھ واپس کروں گا۔ یہ ایک طریق ہے اللہ تعالیٰ جس پر فضل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ طریق اختیار فرمایا ہے۔ یعنی تمہیں آزماتا ہے، ایسی آزمائش میں ڈالتا ہے جو تمہارے لئے بہت بابرکت ہے تم اپنے پیسوں کو جو دنیا میں پھینکتے پھرتے ہو کبھی وہ فائدے کے ساتھ واپس لوٹ آتے ہیں۔ کبھی، بلکہ اکثر جو سُود خور ہیں ان کے تو ضرور نقصان میں جاتے ہیں لیکن عام تاجروں کے روپے فائدے کے ساتھ واپس آتے اور بڑھتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اللہ نے تمہیں ایک ایسی تجارت عطا فرمادی ہے کہ تم اس کو قرضہ دو۔ اور قرضہ حسنہ ہوا کرتا ہے کوئی سود کی شرط نہیں ہوا کرتی۔ جب دو تو اس نیت سے دو کہ اللہ! ہماری خوشی ہے تو پورا فرما۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو رزق تو نے عطا فرمایا ہے کچھ تیرے قدموں میں ڈال دیں اور اس سے ہمیں بے انتہا طمانیت نصیب ہوگی اگر تو قبول فرمالے۔ یہ جذبہ ہے جس کے ساتھ قرضہ حسنہ دیا جاتا ہے۔ لیکن جس کو آپ دیتے ہیں اس جذبے کے خلوص کے مطابق وہ جوابی کارروائی کرتا ہے۔ جتنا سچا یہ جذبہ ہو اس کی قبولیت اس مال کو بڑھا کر واپس کرنے کے نتیجے میں ظاہر ہوتی ہے۔ پس جن لوگوں کو تھوڑا دیا بھی بہت برکتیں حاصل کر لیتا ہے یہ ان کے خلوص کی طرف اشارہ ہے۔ جن لوگوں کا زیادہ دیا بھی اتنی برکتیں حاصل نہیں کرتا یہ ان کے خلوص کی کمی کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بہر حال ان دونوں پر نظر رکھتا ہے اور جتنا چاہے بڑھا دیتا ہے۔ بڑھانے کی مثالیں موجود ہیں کہ اس طرح بڑھاتا ہے، اس طرح بڑھاتا ہے، اس طرح بڑھاتا ہے لیکن آخر پر یہی فرماتا ہے کہ جس کے لئے چاہے اس سے بھی زیادہ، اور زیادہ کی تعیین نہیں، یعنی اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ آپ شمار نہیں کر سکتے لیکن جتنا زیادہ ہوتا ہے اللہ کی راہ میں پیش کرنے کی خواہش بھی اسی طرح بڑھتی چلی جاتی ہے۔ وہ زیادہ جس کے بعد خدا کی خاطر خرچ کرنے کی خواہش مٹ جائے وہ زیادہ ایک بُری آزمائش ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو اور مجھے ایسی بُری آزمائش میں نہ ڈالے۔ الحکم جلد ۶ نمبر ۱۷، مورخہ ماہ مئی ۱۹۰۳ء سے یہ حوالہ لیا گیا تھا۔

اب ایک اور حوالہ ہے الحکم جلد ۵ صفحہ ۲۱ مورخہ ۱۰؍ جون ۱۹۰۱ء سے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ایک نادان کہتا ہے مَن ذَاالَّذِی یُقرِضُ اللّٰہَ قَرضاً حَسَناً کون ہے جو اللہ کو قرض حسن عطا کرے، کون شخص ہے جو اللہ کو قرض دے اس کا مفہوم یہ ہے کہ گویا معاذ اللہ خدا بھوکا ہے۔ بعض لوگ یہ نتیجہ نکالتے ہیں یعنی دشمن اسلام اکثر، اور بعض مسلمان نادان بھی یہ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ دیکھو کیسا اعلان ہے مَن ذَاالَّذِی یُقرِضُ اللّٰہَ قَرضاً حَسَناً۔ اللہ کوئی بھوکا ہے جسے قرض کی ضرورت ہے۔ آپ فرماتے ہیں احمق نہیں سمجھتا کہ اس سے بھوکا ہونا کہاں سے نکلتا ہے۔ یہاں قرض کا مفہوم اصل تو یہ ہے کہ ایسی چیزیں جن کے واپس کرنے کا وعدہ ہوتا ہے اس کے ساتھ اخلاص اپنی طرف سے لگا لیتا ہے۔ یہاں قرض سے مراد یہ ہے کون ہے جو خدا تعالیٰ کو اعمال صالحہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کی جزاء اس سے کئی گنا کر کے دیتا ہے۔ اب اخلاص کا رد کرنے کے لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ نے بہت نکتے کی بات فرمائی ہے۔ فرمایا قرضہ حسنہ کو مال سے محدود کیوں کرتے ہو۔ قرضہ حسنہ کا اکثر حصہ تو تمہارے اپنے اعمال سے تعلق رکھتا ہے۔ تم نیک اعمال اختیار کرو تو اللہ کا پیٹ بھر جائے گا، کون سی بھوک مرے گی اس کی۔ لیکن وہ اس کی جزاء تمہیں ایسی دے گا کہ تمہاری بھوکیں مٹ جائیں گی۔ پس یہ نکتہ بہت ہی عمدہ اور بہت ہی عظیم نکتہ ہے کہ قرضہ حسنہ کو دنیاوی رزق تک محدود نہ کرو۔ قرضہ حسنہ کا زیادہ تعلق تمہارے اعمال کی اصلاح سے ہے۔ اللہ کے حضور جب تم نمازیں اخلاص سے پڑھتے ہو، اللہ کے حضور جب تم روزے اخلاص سے رکھتے ہو، اللہ کے حضور جب دوسری نیکیاں تم اخلاص سے بجالاتے ہو تو یہ قرضہ حسنہ ہے کیا اس سے خدا کا نعوذ باللہ من ذالک پیٹ بھرے گا۔ تمہارے اعمال کی وہ پھر جزاء دے گا اور پیٹ بھرے گا تو تمہارا پیٹ بھرے گا۔

پس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نکتے کو جو بیان فرمایا ہے اس میں اعمال صالحہ کے ساتھ چندے بھی شامل ہیں وہ بھی تمہیں لوٹائے جائیں گے اور ان کی قبولیت کا فائدہ تمہیں من حیث الجماعت پہنچے گا۔ اور ان چندوں سے جماعت کے نفوس اور اموال میں بہت برکت پڑے گی اور جو تمہاری تمنائیں ہیں کہ تم دنیا میں آخری فتح حاصل کرو یہ سارے نظام اس فتح کو قریب تر کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ پس قرضہ حسنہ کا مضمون بہت وسیع ہو جاتا ہے اور اس پہلو سے جماعت احمدیہ کو اس پر غور کرنا چاہئے۔

آگے فرماتے ہیں "یہ خدا کی شان کے لائق ہے جو سلسلہ عبودیت کا ربوبیت کے ساتھ ہے اس پر غور کرنے سے اس کا مفہوم صاف سمجھ آتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ بدوں کسی نیکی، دعا اور التجاء اور بدوں تفرقہ کافر و مومن کے ہر ایک کی پرورش فرما رہا ہے اور اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے فیض سے سب کو فیض پہنچا رہا ہے"۔ پس خدا پر یہ الزام حد سے بڑھی ہوئی جہالت ہے۔ وہ رب جو بغیر دنیا کی التجاؤں کے، بغیر اس کے مانگنے کے، بغیر اس کی ذات پر یقین کے جو کچھ کھا رہی ہے وہ دنیا اس کے ہاتھوں سے کھا رہی ہے۔ تم اتنے بے وقوف لوگ ہو کہ چھوٹی سی ضرورت کے بعد سمجھتے ہو کہ تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔ اس خدا کو تمہاری حاجت کیا ہو سکتی ہے جو ساری کائنات کا رب ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ جانوروں کو رزق عطا فرما رہا ہے، ان انسانوں کو رزق عطا فرما رہا ہے جو اس کے دین کے مخالف ہیں، ان انسانوں کو رزق عطا فرما رہا ہے جنہوں نے خدا کے بیٹے بنا رکھے ہیں، ان کو رزق عطا فرما رہا ہے جو اس کی ہستی کا انکار کر رہے ہیں۔ یہ عالمی رحمت اور ربوبیت کا نزول تمہیں اس آیت کے سمجھنے میں مد ہونا چاہئے نہ کہ اس کے برعکس ترجمہ کرو۔ اس لئے قرضہ حسنہ کا ہر وہ معنی جو خدا کی اس عالمی ربوبیت کے خلاف کیا جاتا ہے وہ مردود معنی ہے اس میں کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ مَن ذَاالَّذِی یُقرِضُ اللّٰہَ قَرضاً حَسَناً اس کی تفسیر اس آیت میں موجود ہے۔ مَن یَعمَلْ مِثقَالَ ذَرَّۃٍ خَیراً یَّرَہٗ یعنی ایک ذرہ برابر بھی تم کوئی کام کرو جو اچھا ہو اللہ کی اس پر نظر ہوتی ہے اور وہ اسے ضرور بڑھاتا ہے۔ پس ایسے خدا پر اس آیت کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں اعتراض جڑنا اپنی ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں۔

اب جو تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے اس میں مَیں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں اور چند کوائف آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ الحمد للہ وقف جدید کا بیالیسواں سال خدا تعالیٰ کے بہت سے فضلوں کو سمیٹ کر ۳۱؍ دسمبر ۱۹۹۷ء کو اختتام پذیر ہو گیا ہے اور اب ہم وقف جدید کے تینتالیسویں (۴۳) سال میں داخل ہو رہے ہیں۔ پہلے بہت سے کوائف بیان کئے جاتے تھے اعداد و شمار کی صورت میں جن کو اکثر لوگ سمجھتے نہیں تھے اور جو سامنے بیٹھے ہیں ان کی آنکھوں سے یہ میں سمجھ لیتا تھا کہ کچھ نیند کی طرف مائل ہو رہے ہیں کیونکہ اعداد و شمار کو جذب کرنا اور سمجھنا یہ اچھے تعلیم یافتہ آدمیوں میں سے بھی سب کو نصیب نہیں ہوا کرتا۔ یہ ایک خاص ملکہ ہے جس کے نتیجے میں آپ اعداد و شمار کو فوراً اخذ کر کے سمجھ لیتے ہیں۔ اور اس لئے اب میں نے ایسے اعداد و شمار کا ذکر کرنا چھوڑ دیا ہے جن کو سمجھانے میں مجھے وقت ہو، جن کو سمجھنے میں آپ کو وقت ہو۔ آخری فائدہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اب وہ باتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن کا تعلق آخری فائدے سے ہے۔

سب سے پہلے تو نظام میں ایک تبدیلی کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب کروڑ سے زیادہ احمدی نئے شامل ہو چکے ہیں اور ان کے متعلق ہماری طرف سے جو تربیت کے نظام جاری ہو رہے ہیں ابھی تک پوری طرح ان کی کفالت نہیں کر رہے۔ اگر ہم نے وقف جدید میں بھی ان کی طرف پوری توجہ کی ہوتی تو ان کے ایمان اور اخلاص کو بڑھانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ تھا۔ اس لئے **اب ہر جماعت میں نئے آنے والوں کے لئے وقف جدید کا ایک الگ سیکرٹری مقرر ہو۔ وہ خالصتاً ان پہ کام کرے۔ خواہ ایک آنہ بھی ہو وہ بھی قبول کیا جائے۔ لیکن کثرت کے ساتھ وقف جدید میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں نئے آنے والوں میں سے اضافہ ہو۔** اس کے نتیجے میں ہماری یہ جو فہرست ہے لاکھوں کی بجائے اگلے چند سال میں کروڑ تک پہنچ جائے گی اور وقف جدید کا یہ فیض بہت بڑا

فیض ہوگا جو فیض عام ہوگا اور آئندہ رہتے زمانوں تک کے لئے وقف جدید کا یہ احسان بنی نوع انسان کو پہنچتا رہے گا۔

پس آج سے اپنی جماعت میں ایک پورے سیکرٹری وقف جدید برائے نو مبایعین مقرر کریں اور دوسرے سیکرٹری وقف جدید جو ہیں ان کا تعلق پہلوں کی تعداد بڑھانا، ان کے بچوں کی فکر کرنا، بڑھتی ہوئی آمدنیوں کے مطابق وقف جدید کے چندے کو بڑھانا یہ کام ہوگا۔ اور یہ کام الگ چلے تو امید ہے اگلے سال انشاء اللہ اس کے بڑے دلچسپ نتائج آپ کے سامنے آئیں گے۔

رپورٹوں کے مطابق جو اس وقت وقف جدید کی صورت ہے ۱۹۹۷ء کے اختتام تک خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے دس لاکھ بیاسی ہزار تین سو اٹھانوے پاؤنڈ وصولی ہوئی ہے۔ ۱۰،۸۲،۳۹۸ پاؤنڈ، روپوؤں میں مَیں نے اس لئے بات نہیں کی کہ روپوؤں میں یہ تعداد بہت بڑھ جائے گی لیکن یہ وہ کرنسی ہے جو سال ہا سال سے مستحکم ہے اور کوئی یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ پاکستانی روپے کی قیمت گر گئی ہے آپ یونہی اضافے کی باتیں کر رہے ہیں۔ کئی ایسے اعداد و شمار پر نظر رکھنے والے بھی ہیں جن کی نظر ہمیشہ اعتراض کی خاطر ہوتی ہے اور ہر خوشی کی بات سن کر اسے بدی کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے دس لاکھ بیاسی ہزار پاؤنڈ کی باتیں کر رہا ہوں۔ اور اگرچہ دنیا کی سب کرنسیوں کے مطابق اس میں بھی کچھ کمی کے پہلو آئے ہیں لیکن نسبتاً بہت کم۔

اب میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ سن ۱۹۸۲ء میں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے منصب خلافت پر نافذ فرمایا اس وقت دنیا کے سارے چندوں کو ملا کر، پاکستان اور دنیا بھر کی جماعتوں کے پورے چندوں کو ملا کر اگر یہ انہیں روپوں میں لکھا ہوا ہے تو وہ نہیں مجھے چاہئے۔ انہوں نے اس وقت کے چندے کا حساب رکھ کر اسے روپوں میں ہی بیان کیا ہے، یہ مجموعی قربانی کا کل پانچ کروڑ پینتالیس لاکھ بنتا تھا۔ جب وقف جدید بیرون کا اجراء ہوا اس وقت پہلے سال وقف جدید بیرون کی کل وصولی گیارہ لاکھ چھیالیس ہزار روپے تھی۔ اب باوجود میرے زور دینے کے کہ پاؤنڈوں میں ہونی چاہئے یہ مبارک ظفر صاحب کو شوق ہے زیادہ دکھانے کا اس لئے وہ ضرور روپوں میں باتیں کر دیتے ہیں۔ جب داؤ لگے روپے میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ بہر حال اب ہمیں یہی رپورٹ سننی ہوگی جو میرے سامنے ہے۔ وہ یہ موازنہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ۸۵ء میں وقف جدید بیرون کا جب اجراء ہوا تو اس وقت پہلے سال وقف جدید بیرون کی کل وصولی گیارہ لاکھ چھیالیس ہزار روپے تھی۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید بیرون کا چندہ پانچ کروڑ تراسی لاکھ روپے ہو چکا ہے۔ یعنی گیارہ لاکھ کو آپ جو بھی سمجھیں اور پانچ کروڑ میں سے جتنی چاہیں کم کر دیں۔ پھر بھی اتنا نمایاں اضافہ ہے کہ روپے کی گرتی ہوئی قیمت کو پیش نظر رکھ کے بھی اس کی کوئی توجیہہ، دنیا میں کوئی مثال نہیں پیش کر سکتا کہ اضافہ نہیں ہوا کیونکہ روپے کی قیمت گر گئی۔ جتنی چاہو گرا لو مگر گیارہ لاکھ کے مقابل پر پانچ کروڑ تراسی لاکھ کی تعداد کو تم کسی طرح نظر انداز نہیں کر سکتے۔

جو مجموعی وصولی کے لحاظ سے جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی پہلی دس جماعتیں ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ امریکہ امسال بھی اول رہا اور امریکہ کے بعد پاکستان نمبر دو ہے اور یہ پاکستان کو بڑا اعزاز ہے۔ انتہائی مخالفانہ حالات کے باوجود اس چندے میں انہوں نے ایک ذرہ بھی کمی نہیں کی۔ جرمنی کی تیسری پوزیشن جو پہلے نمبر ایک اور پھر دو اور پھر اب تین ہوا ہے اسی طرح مستحکم ہے اور ان کی مجبوری ہے۔ اب آپ لوگ زبردستی وقف جدید کا چندہ بڑھانے کی خاطر اپنے باقی چندوں کو کم نہ کریں وہ نظام بگڑ جائے گا۔ اللہ نے آپ کو تیسری پوزیشن عطا فرمائی ہے بہت بڑی چیز ہے۔ اس دوڑ میں تیسرا گھوڑا ہونا بھی بڑی بات ہے کیونکہ عام طور پر اول، دوم، سوم کا اعلان کیا جاتا ہے۔ چوتھے نمبر پر برطانیہ ہے پانچویں پر کینیڈا، چھٹے پر انڈیا۔ انڈیا کی یہ خاص خوبی ہے کہ وقف جدید کے چندے میں وہ پہلے سے بہت بڑھے ہیں اور اب بڑے بڑے ملکوں کا مقابلہ کرنے لگ گئے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ ساتویں نمبر پر ہے۔ یہ اب ہندوستان کے بعد چلا گیا ہے۔ انڈونیشیا آٹھویں نمبر پر ہے۔ ناروے نویں نمبر پر اور ماریشس دسویں نمبر پر ہے۔

فی کس قربانی کے لحاظ سے جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کی پہلی پانچ جماعتیں۔ یعنی ہر چندہ دہند جس نے حصہ لیا ہے اس کی انفرادی قربانی کو اگر شامل کیا جائے تو دنیا میں کون سی جماعتیں ہیں جن میں ہر چندہ دہندہ اتنا چندہ ادا کر رہا ہے کہ باقی دنیا کی جماعتوں سے آگے بڑھ جائے۔ اس پہلو سے بھی اللہ کے فضل سے امریکہ سب سے اوپر ہے۔ فی چندہ دہندہ سب چھوٹے بڑوں کو ملانے کے باوجود، باوجود اس کے کہ انہوں نے چندہ دہندگان کی تعداد میں بہت اضافہ کیا ہے اور اس اضافے کے پیش نظر ان کو یہ خطرہ تھا کہ مجموعی تعداد گر نہ جائے مگر امریکہ کے ہر چندہ دہندہ کو ایک سو پانچ پاؤنڈ فی کس دینے کی توفیق ملی ہے۔ نمبر دو سوئٹزرلینڈ ہے ان کو تریسٹھ پاؤنڈ فی کس دینے کی توفیق ملی ہے گویا امریکہ اللہ کے فضل سے اب اتنا نمایاں آگے بڑھ گیا ہے کہ اب اس کے لئے دعائیں کریں لیکن آپ میں طاقت نہیں کہ اس کا مقابلہ کر سکیں۔ کیونکہ امریکہ کا نظام ماشاء اللہ دن بدن مستحکم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ایسا امیر عطا فرمایا ہے جو مالیات کا بہت بڑا ماہر ہے۔ لیکن مالیات سے بڑھ کر انہوں نے اپنی سوچیں اپنے بزرگ باپ سے ورثے میں پائی ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے بیٹے صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب۔ اور وہ ہر بات بڑے گہرے منصوبے سے کیا کرتے تھے کسی جگہ منصوبہ بندی کی تعلیم نہیں پائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سرشت میں منصوبہ بندی ڈالی ہوئی تھی۔ بہت گہری نظر تھی، بہت گہرے منصوبے سے کام کیا کرتے تھے۔ یہ خوبی امریکہ کے موجودہ امیر نے بھی اپنے بزرگ باپ سے ورثے میں پائی ہے اور اسے آگے بڑھلیا ہے، پیچھے نہیں ہٹنے دیا۔ اور یہ آگے بڑھنا کوئی پرانے بزرگوں کی گستاخی نہیں۔ ان کی اپنی دعائیں یہی ہوتی تھیں کہ ہماری اولاد ہماری نیکیوں میں ہم سے آگے بڑھ جائے۔ تو ان کی تمنا پوری ہوئی اس پر کسی اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔

سوئٹزرلینڈ کے بعد جاپان تیس پاؤنڈ۔ جاپان پر جو مالی مشکلات کا دور آیا ہے اس کے پیش نظر ان کا تیس پاؤنڈ فی چندہ دہندہ ہی بہت بڑی بات ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ نکالے گئے ہیں، بہت سی تجارتوں کو نقصان پہنچا ہے۔ نمبر چار بلجیم ہے جس کو فی چندہ دہندہ گیارہ پاؤنڈ چونسٹھ پنس دینے کی توفیق ملی ہے۔ بلجیم کے لحاظ سے واقعی یہ بڑی بات ہے۔ بلجیم کے احمدی بہت سے بے روزگار ہیں اور وظیفوں پر پل رہے ہیں ان کا اس قربانی میں اتنا نمایاں حصہ لینا اور ہمیشہ بڑے استقلال سے پانچ میں سے ایک پوزیشن حاصل کرنا بہت قابل تحسین ہے اللہ ان کو بہترین جزاء دے۔ جماعت جرمنی کو انہوں نے چند پینیز (Penies) کے لحاظ سے پیچھے چھوڑا ہے یعنی جماعت جرمنی فی چندہ دہندہ بھی ابھی پانچ میں شامل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت جرمنی کا بڑا اعزاز ہے۔ جماعت جرمنی کے فی چندہ دہندہ کی قربانی گیارہ پاؤنڈ پچاس پنس ہے اور بلجیم کی فی چندہ دہندہ کی قربانی گیارہ پاؤنڈ چونسٹھ پنس ہے صرف چودہ پنس کا فرق ہے۔ اتنی میری طرف سے جرمنی کو اجازت ہے کہ چاہیں تو اس چودہ پنس کو مٹا کر آگے بڑھ جائیں اور بلجیم کو پیچھے چھوڑ جائیں۔

موازنہ چندہ دہندگان۔ ۱۹۹۶ء میں چندہ دہندگان کی کل تعداد ایک لاکھ سڑسٹھ ہزار چار سو ترانوے تھی۔ ایک لاکھ سڑسٹھ ہزار چار سو ترانوے (۱۶۷۴۹۳)۔ ۱۹۹۷ء میں یہ تعداد بڑھ کر دو لاکھ بائیس ہزار چھ سو اٹھائیس ہو گئی گویا اس تعداد میں بتیس فیصد اضافہ ہوا ہے۔ پس میں نے جیسا کہ پہلے زور دیا تھا ہمیں قربانی کرنے والوں کی تعداد بڑھانا ہے کیونکہ جو بھی ایک دفعہ قربانی کرنے والوں کی تعداد میں شامل ہو جائے اللہ تعالیٰ کا قانون قرضہ حسنہ کو بڑھانے والا اس پر لاگو ہو جاتا ہے۔ اس کی نیکیاں بڑھتی ہیں، اموال میں برکت پڑتی ہے۔ ایسا بچہ بڑا ہوتا ہے تو جو بھی کمائی کرتا ہے اس میں اللہ کا حصہ ڈالتا ہے۔ **پس وقف جدید کو آئندہ نسلوں کو سنبھالنے کے لئے استعمال کریں اور کثرت سے وقف جدید میں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھائیں۔** خواہ تھوڑی قربانی کریں لیکن ان کو شامل ضرور کریں۔ الحمد للہ جماعت اس طرف توجہ کر رہی ہے اور اب دو لاکھ بائیس ہزار چھ سو اٹھائیس تک تعداد جا پہنچی ہے۔

اب میں آخر پر **پاکستان میں نمایاں وصولی کرنے والی جماعتوں کا ذکر** کرتا ہوں۔ پاکستان میں نمایاں وصولی کرنے والی جماعتوں میں پہلے نمبر پر کراچی ہے۔ کراچی کے ساتھ گزشتہ سال شاید کچھ زیادتی ہوئی تھی ان کے اعداد و شمار یا ٹھیک پڑھے نہیں گئے یا وہ وقت پر بھجوا نہیں سکے۔ ان کو پہلی حیثیت سے گرا کر غالباً دوسری میں کر دیا گیا لیکن بعد میں جو انہوں نے مجھے اعداد و شمار بھجوائے کراچی کا پہلا مرتبہ، پہلا مقام اسی طرح قائم تھا۔ پس اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کراچی جماعت سارے پاکستان کی جماعتوں سے آگے بڑھ گئی ہے۔ دوسرے نمبر پر ربوہ ہے اور ربوہ کی قربانیوں میں دراصل ساری دنیا کے احمدی مہاجرین کی قربانیاں شامل ہیں اور اکثر ان کا چندہ باہر سے آنے والے روپے کی وجہ سے ہے اس لئے اس میں ساری دنیا حصہ دار بن جاتی ہے مگر وہ ربوہ پہنچ کر پھر ادا ہوتا ہے اس لئے ربوہ کو بہر حال ایک مقام حاصل ہے۔ تیسرے نمبر پر لاہور ہے۔ یہ پہلی تین جماعتوں کا ذکر ہے۔

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

نیکیوں کو نور بنا دینے والا نسخہ یہی ہے کہ ہر نیکی کی نیت میں اللہ تعالیٰ کی محبت اثر انداز ہو

⦿ وقفِ جدید کا مقصد دیہاتی اور نئے غیر تربیت یافتہ ممالک کی تربیت کرنا ہے ⦿

مشرقی یورپ میں جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات پورا کرنے کیلئے ۱۵ لاکھ ڈالرز کی نئی تحریک

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۶ء مطابق ۲۷ فتح ۱۳۷۵ ہش بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

سرِفہرست قربانی امریکہ کی ہے

اب خدا تعالیٰ نے کس طرح مدد فرمائی ہے اور جس ملک کے ذریعے مدد فرمائی ہے اس ملک کی انتظامیہ کے بھی خواب و خیال میں نہیں تھا کہ یہ عظیم کارنامہ خدا ہمارے ہاتھوں سرانجام دلوائے گا۔ چنانچہ سرِفہرست آج اس سال کی قربانی میں امریکہ ہے اور اتنی عظیم وقفِ جدید میں قربانی کی توفیق ملی ہے کہ امیر صاحب جب فون پہ مجھے بتا رہے تھے تو کہتے تھے میں تو حیران ہوں کہ کیا ہوا ہے۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ خاموشی کے ساتھ اتنا روپیہ اکٹھا ہو چکا ہو گا کہ جب وہ رپورٹ پیش ہوئی تو میرے دل میں ایک ہیجان برپا ہو گیا کہ ہوا کیا ہے۔ اب آپ سوچیں پہلی بات تو یہ دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر چندے میں، ہر ملک میں برکت ڈالی ہے اور امسال گزشتہ سال کے مقابل پہ بہت زیادہ عطا کیا ہے۔

وعدہ جات کے لحاظ سے جو ۹۶ء کے وعدہ جات ہیں وہ چار کروڑ تینتیس لاکھ انتالیس ہزار تین سو باون روپے بنتے ہیں۔ ۹۶ء کا یہ جو سال گزرا ہے ابھی، وعدہ جات چار کروڑ اور تینتیس لاکھ۔ وصولی سات کروڑ بائیس لاکھ ستائیس ہزار آٹھ سو چھپن۔ اب یہ کیسے ہو گیا کچھ سمجھ نہیں آرہی کیونکہ وقفِ جدید کے وعدے آگے ہوتے تھے وصولی پیچھے پیچھے جایا کرتی تھی۔ اور سٹرلنگ میں یہ وعدے چھ لاکھ پچپن ہزار ایک سو بہتر پاؤنڈ تھے جبکہ کل وصولی دس لاکھ چورانوے ہزار تین سو اکسٹھ پونڈ ہے۔ اور ایک نیا سنگِ میل جو اس سال رکھا گیا ہے وہ امریکہ کی طرف سے ہے۔ تمام دنیا کی وصولی، سارے یورپ کی وصولی ملا کر، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش کی وصولی ملا کر دس لاکھ چورانوے ہزار تین سو اکسٹھ پاؤنڈ ہے۔

اب یاد رکھ لینا اچھی طرح ساری دنیا کی وصولی دس لاکھ چورانوے ہزار تین سو اکسٹھ پاؤنڈ ہے ۔ اس میں سے امریکہ کی وصولی اس میں پانچ لاکھ چونسٹھ ہزار ایک سو اکسٹھ پاؤنڈ ہے ۔ یعنی تمام دنیا کے چندوں سے وہ اکیلا آگے بڑھ گیا ہے ۔ پچھلے سال میں انکی تعریف کر رہا تھا کہ انہوں نے جرمنی کو بھی شکست دے دی، پاکستان سے بھی کچھ قدم آگے نکل گئے لیکن قریب قریب کی دوڑ تھی ۔ اب وہ اتنا پیچھے چھوڑ گئے ہیں کہ باقی لوگ اب بس ان کیلئے دعائیں ہی کریں گے اور اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کر سکتے اب ۔ اور امریکہ کی اپنی کیفیت یہ ہے کہ آج سے دس سال پہلے یعنی میری ہجرت کے آنے کے دو سال بعد تک بلکہ تقریباً تین سال بعد تک ان کا کل چندہ سارے امریکہ کا اتنا ہی تھا جتنا آج وقفِ جدید کا ہے ۔ اور جب انہوں نے بتایا تو میں نے فوراً پوچھا میں نے کہا مجھے تو جہاں تک یاد پڑتا ہے نو لاکھ چھتیس ہزار ڈالر آپ کا کل چندہ بھی نہیں تھا ۔ تو پھر امیر صاحب نے اس کو باقاعدہ جائزہ لے کر اعداد و شمار کا اس بات کی تائید کی ہے، اسکی توثیق فرمائی ہے کہ ہمارا کل چندہ دس سال پہلے اتنا نہیں تھا ۔

اور یہ توفیق کیسے بڑھی ۔ سوال یہ ہے کہ یہی لوگ تھے، اسی قسم کے لوگ تھے جو پہلے بھی امریکہ میں رہا کرتے تھے، مالی حالات بعض دفعہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ وقت کے ساتھ آگے بڑھیں بعض دفعہ پیچھے بھی چلے جاتے ہیں چنانچہ ڈاکٹر جو وہاں سب سے زیادہ امیر طبقہ ہے ان کے مالی حالات پہلے سے خراب ہوئے ہیں ۔ ایک زمانے میں تو امریکہ میں ڈاکٹر ہونا سونے کی کان کا مالک ہونا تھا لیکن اب بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں ۔ ڈاکٹروں کی آمد میں کمی آئی ہے ۔ لیکن ان کے چندوں میں اضافہ ہوا ہے ۔ تو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عمومی سا وعدہ تھا کہ ہم بڑھائیں گے اب یہ نکتہ بھی سمجھ آیا کہ تمہاری توفیق مالی ہی نہیں بڑھائیں گے بلکہ تمہارے حوصلے بھی بڑھائیں گے، اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق میں وسعت دیں گے اور کبھی بھی تمہیں پیچھے نہیں جانے دیں گے ۔ جو تم آگے قدم اٹھا چکے ہو اس سے اور آگے بڑھو گے، واپسی کی طرف نہیں دھکیلے جاؤ گے اور کوئی ایسے حالات پیدا نہیں ہوں گے جو تمہیں مجبور کر دیں کہ پہلے سے کم ہو جاؤ ۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جو خدا کا سلوک ہے دنیا کی ہر اس جماعت سے ہے جو مالی قربانی میں آگے بڑھتی ہے، حوصلہ کرتی ہے اور اچانک اسکی توفیق بڑھ جاتی ہے ۔

وقفِ جدید کے تعلق میں تعداد بڑھانے کی طرف توجہ بہت زیادہ دیں

اب جہاں تک تفصیلات کا تعلق ہے سب تفاصیل تو اس وقت پیش کرنا پیشِ نظر نہیں ہے مگر مختصر موازنہ میں عرض کرتا ہوں ۔ گزشتہ سال ۱۹۹۵ء میں پانچ لاکھ ستّر ہزار سات سو نوّے پاؤنڈ کا وعدہ تھا امسال ۱۹۹۶ء میں چھ لاکھ پچپن ہزار ایک سو بہتّر پاؤنڈ کا وعدہ تھا ۔ وعدہ کے لحاظ سے اضافہ ستّر ہزار تین سو بیاسی پاؤنڈ ہوا ۔ وصولی کے لحاظ سے گزشتہ سال چھ لاکھ ستّر ہزار نو سو تیرہ پاؤنڈ کی وصولی تھی ۔ امسال خدا کے فضل سے دس لاکھ چورانوے ہزار تین سو اکسٹھ پاؤنڈ کی وصولی ہے ۔ جس میں سب سے زیادہ حصّہ امریکہ نے لیا ۔

تعداد کے لحاظ سے بھی بہت برکت ملی ہے۔ میں پہلے بھی بارہا عرض کر چکا ہوں کہ وقفِ جدید کے تعلق میں تعداد بڑھانے کی طرف توجہ بہت زیادہ دیں۔

چندوں اور جماعتی ضروریات میں مسابقت کی دوڑ

مالی ضرورتیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ثابت بھی کر کے دکھایا ہے اللہ تعالیٰ آپ ہی کچھ کرتا رہتا ہے ہمیں تو پتہ بھی نہیں لگتا۔ یاد دہانی کراؤ نہ کراؤ اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ از خود ہی دلوں میں ایسی تحریک اٹھ جاتی ہے اور انتظامیہ کو خدا تعالیٰ ایسی ہمت عطا فرما دیتا ہے کہ چندے جتنی ضرورت ہے وہ مل ہی جاتے ہیں۔ اور اب تو بعض دفعہ لگتا ہے ضرورت سے آگے بڑھ رہے ہیں لیکن جب سال ختم ہوتا ہے تو ضرورت پھر چندوں سے جا ملتی ہے۔ تو یہ بھی ایک مسابقت کی دوڑ ہو رہی ہے جماعت کے چندوں اور جماعت کی ضروریات میں۔ تو گزشتہ سال وصولی کا جہاں تک تعلق ہے چھ لاکھ ستّر ہزار تھی۔ دس لاکھ چورانوے ہزار اس دفعہ ہوئی اور تعداد کے لحاظ سے گزشتہ سال ایک لاکھ چھیالیس ہزار چار سو باسٹھ افراد تھے اور امسال ایک لاکھ اٹھسٹھ ہزار چار سو ترانوے افراد ہیں جو شامل ہوئے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ بہت بڑی تعداد' ہزار ہا کی تعداد میں ایسے دوست پیدا ہوئے ہیں جن کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا چسکا پڑ گیا ہے کیونکہ جو ایک دفعہ خرچ کرے وہ پھر پیچھے نہیں ہٹا کرتا' اس کو واقعتاً چسکا پڑ جاتا ہے۔

دس سال پہلے' میں نے جیسا کہ بیان کیا تھا' امریکہ کا کل بجٹ آٹھ لاکھ پینتیس ہزار تھا اور اب وقفِ جدید کا بجٹ نو لاکھ چھتیس ہزار آٹھ سو ڈالر ہو چکا ہے اور انہوں نے اتنی احتیاط سے اعداد و شمار اکٹھے کئے ہیں' کہ ساتھ تیس سینٹ بھی لکھا ہوا ہے' نو لاکھ چھتیس ہزار پانچ سو آٹھ ڈالر تیس سینٹ۔ تو خدا تعالیٰ نے بہت برکت دی ہے جماعت کے اخلاص میں اور کوششوں میں اور صرف ان باتوں ہی میں نہیں باقی بہت سی اور باتوں میں بھی خدا کے فضل سے امریکہ کا قدم ترقی کی طرف ہے اور ہونا بھی ایسا چاہیئے تھا کیونکہ امریکہ دنیا کے امیر ترین ممالک میں سے ہے۔ اور وہاں ابھی بھی ایسے احمدی موجود ہیں جن کو اگر آمادہ کیا جائے کچھ اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے پہ تو اللہ تعالیٰ ان کے دل کی توفیق بھی بڑھائے گا اور ان کی مالی توفیق اس وقت بھی ان چندوں سے پیچھے ہے کیونکہ اسی قسم کے حالات کے لوگ بکثرت موجود ہیں اور جب ہم موازنہ کرتے ہیں تو انہی میں سے بعض ایسی حیرت انگیز قربانیاں کرنے والے اُبھرے ہیں کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ توفیق ہو ہی نہ اور قربانیاں دے رہے ہوں اور جنہوں نے بھی دیں ان کے مالوں میں کمی کہیں نہیں آئی' برکت ہی ہے جو بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ تو آج امریکہ سب دنیا کی جماعتوں میں صفِ اوّل پہ کھڑا ہے۔ اگر پاؤنڈوں میں اس کا حساب کیا جائے تو پانچ لاکھ چونسٹھ ہزار ایک سو اکسٹھ پاؤنڈ ان کا چندہ وصولی ہے جبکہ سب دنیا کی جماعتوں کی اتنی وصولی نہیں۔

مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

وقف جدید-ایک آسمانی تحریک

وقف جدید حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے باون سالہ دور امامت کی ایک عظیم الشان تحریک ہے۔ آپ نے 9۔ جولائی 1957ء کو عید کا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے احباب جماعت کے سامنے بغیر نام لئے ایک عظیم الشان اور دوررس نتائج کی حامل تحریک کا اعلان فرمایا اور اس کے خدوخال بیان فرمائے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر 27۔ دسمبر 1957ء کو وقف جدید کی مزید تفصیلات بیان فرمائیں اور احباب جماعت کے نام ایک اہم پیغام میں وقف جدید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ "یہ کام خدا کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خداتعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں۔ کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا"

(الفضل 7۔جنوری 1958ء)

"جب روپیہ زیادہ آنا شروع ہو گیا اور نوجوان بھی زیادہ تعداد میں آگئے اور انہوں نے ہمت کے ساتھ جماعت کو بڑھانے کی کوشش کی تو جماعت کو پتہ لگ جائے گا کہ یہ سکیم کیسی مبارک اور پھیلنے والی ہے"

(الفضل 16۔جنوری 1958ء)

"یہ تحریک (وقف جدید) جس قدر مضبوط ہو گی اسی قدر خداتعالیٰ کے فضل سے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے چندوں میں اضافہ ہو گا کیونکہ جب کسی کے دل میں نور ایمان داخل ہو جائے تو اس کے اندر مسابقت کی روح پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ نیکی کے ہر کام میں حصہ لینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے"

(الفضل 5۔جنوری 1962ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے وقف جدید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"کوشش ہونی چاہئے اس میں تعداد زیادہ ہو۔ کثرت کے ساتھ احمدی بچے عورت بوڑھے نوجوان اس میں شامل ہوں..... وقف جدید کے چندہ میں زیادہ سے زیادہ شمولیت اختیار کریں۔"

(ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ جنوری 1986ء)

"یہ تحریک اللہ نے چاہا تو ایک لمبی چلنے والی تحریک ہے اور بہت ہی نتیجہ خیز ثابت ہو گی۔ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ جماعتیں جو اس تحریک کے فوائد سے غافل رہنے کی وجہ سے اس میں ہلکا سا حصہ لیتی رہی ہیں اب اس تحریک میں پہلے سے بڑھ کر حصہ لیں گی۔"

(الفضل 11۔جنوری 1989ء)

چندہ کی شرح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے وقف جدید کے آغاز میں چندہ وقف جدید کے سلسلہ میں احباب جماعت کو تاکید فرمائی کہ احباب جماعت اپنی مالی استطاعت کے مطابق مالی قربانی کریں۔ آپ نے اس سلسلہ میں فرمایا۔

"جو وعدے وقف جدید کی امداد کے لئے آ رہے ہیں ان سے پتہ لگتا ہے کہ 6 روپے سالانہ چندہ انتہائی حد ہے مگر یہ بات غلط ہے...... دوستوں کی اطلاع کے لئے میں یہ شائع کرتا ہوں کہ جس کی توفیق ہو وہ 12 روپے سالانہ دے سکتا ہے جس کی توفیق 50 روپے سالانہ دینے کی ہو وہ 50 روپے سالانہ دے سکتا ہے۔ دوستوں کو ہدایت دینے کے لئے یہ بات کافی تھی کہ میرا چندہ 600 روپے شائع ہو چکا ہے اور چھ سو چھ سے سو گنا زیادہ ہے۔ پس جن کو توفیق تھی وہ بارہ لکھوا سکتے تھے۔ پچیس روپے لکھوا سکتے تھے۔ میرا ارادہ ہے کہ خداتعالیٰ مجھے توفیق دے تو بجائے چھ سو کے چھ ہزار یا اس سے بھی زیادہ دوں..... ممکن ہے اللہ تعالیٰ توفیق دے تو میرا اس تحریک کا چندہ' 24۔25 ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہو جائے۔"

(الفضل 15۔جنوری 1958ء)

فرمایا۔

"شروع میں یہ غلطی ہوئی کہ جماعت نے یہ سمجھا کہ چھ روپے آخری حد ہے۔ اس لئے جو شخص ایک ہزار روپیہ تک بھی اس تحریک میں دے سکتا تھا اس نے چھ روپے کا وعدہ لکھوا دیا۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں تھا۔ کہ اس تحریک میں صرف چھ روپے دے کر ہی حصہ لیا جا سکتا ہے۔ لیکن جماعت کے دوستوں نے اسے زیادہ سے زیادہ رقم قرار دے لیا۔ اور اس کے مطابق وعدے لکھوانے شروع کر دیئے۔ اب بعض وعدے ایسے بھی آ رہے ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ جماعت کے افراد پر یہ بات واضح ہو گئی ہے اور وہ اسے سمجھ رہے ہیں۔ چنانچہ اب چھ روپیہ سے زیادہ کے وعدے بھی آ رہے ہیں۔ لیکن جب یہ بات پوری طرح واضح ہو جائے گی تو ایسے دوست بھی نکل آئیں گے جو مثلاً پانچ سو یا چھ سو روپیہ سالانہ دیں اور پھر اللہ تعالیٰ اس کو اور پھیلائے گا۔ تو ایسے مالدار بھی نکلیں گے جو اکیلے ہی اپنی طرف سے اس تحریک میں ہزار ڈیڑھ دو ہزار روپیہ چار ہزار روپیہ بھی دے دیں۔"

(الفضل 22۔جنوری 1958ء)

"پس میں احباب جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی طرف پوری توجہ دیں اور اس کو کامیاب بنانے کے لئے پورا زور لگائیں اور کوشش کریں کہ کوئی فرد جماعت ایسا نہ رہے جو صاحب استطاعت ہوتے ہوئے اس چندہ میں حصہ نہ لے۔"

(الفضل 17۔فروری 1960ء)

دو معیار

خلفاء احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں چندہ وقف جدید کی ادائیگی کے لحاظ سے دفتر وقف جدید نے درج ذیل معیار قائم کئے ہیں۔

1۔عام چندہ دینے والے۔

2۔معاون خصوصی۔

ایک خاص معیار کے مطابق چندہ وقف جدید ادا کرنے والوں کو معاون خصوصی کہا جاتا ہے۔ معاون خصوصی کے بھی دو معیار ہیں۔

الف:۔ معاون خصوصی صف اول۔ ایک

ہزار یا ایک ہزار سے زائد ادا کرنے والے۔

ب:۔ معاون خصوصی دوم پانچ سو یا پانچ سو سے زائد ادا کرنے والے۔

3۔ دفتر اطفال:۔ میں خصوصی ادائیگی کرنے والے کو ننھا مجاہد اور ننھی مجاہدہ کہا جاتا ہے۔

ننھا مجاہد۔ ایک سو روپیہ یا زائد ادا کرنے والے اطفال۔

ننھی مجاہدہ۔ ایک سو روپیہ یا زائد ادا کرنے والی ناصرات۔

دفتر اطفال کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 1966ء میں دفتر اطفال کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں آج احمدی بچوں (لڑکوں اور لڑکیوں) سے اپیل کرتا ہوں کہ

بچو! اٹھو اور آگے بڑھو۔ اور تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقف جدید کے کام میں جو رخنہ پڑ گیا ہے اسے پر کردو۔ اور اس کمزوری کو دور کردو۔ جو اس تحریک کے کام میں واقع ہو گئی ہے...... اسی طرح اگر خدا تعالیٰ احمدی بچوں کو توفیق دے تو جماعت احمدیہ کے بچے وقف جدید کا سارا بوجھ اٹھائیں۔"

(الفضل 7۔ اکتوبر 1966ء)

احمدی ماؤں کی ذمہ داری

دفتر اطفال کا ایک حصہ ناصرات الاحمدیہ پر مشتمل ہے جو لجنہ اماء اللہ کے سپرد ہے کہ وہ اپنی تنظیم کے ذریعہ تمام ناصرات کو چندہ وقف جدید میں شامل کریں۔ اور ان سے چندہ وصول کریں اس کے علاوہ سات سال سے کم عمر بچے (لڑکے اور لڑکیاں) جو کسی بھی ذیلی تنظیم کے سپرد نہیں ہیں۔ یہ لڑکے اور لڑکیاں براہ راست احمدی ماؤں کے سپرد ہیں۔ جن کی گودوں میں یہ پل رہے ہیں۔ اس غرض کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے احمدی ماؤں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اگر تمام احمدی بچے جو آپ کی گودوں میں پلتے ہیں تمام احمدی بچے جن کی تربیت کی ذمہ داری آپ پر ہے اس طرف متوجہ ہوں ان کی دینی تربیت اس رنگ میں کریں...... لیکن اس طرف پوری توجہ کی ضرورت ہے اور بچوں کے ذہنوں میں اس کام کی اہمیت بٹھانے کی ضرورت ہے اور بچوں کے ذہنوں میں آپ وقف جدید کی اہمیت بٹھا نہیں سکتیں۔ جب تک خود آپ کے ذہنوں میں وقف جدید کی اہمیت نہ بیٹھی ہو۔

(الفضل 11۔ فروری 1968ء)

مجلس خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری

اطفال الاحمدیہ، مجلس خدام الاحمدیہ کی ایک ذیلی شاخ ہے اور اس کی عمومی نگرانی اور ذمہ داری خدام الاحمدیہ کے سپرد ہے اس لئے چندہ وقف جدید میں تمام اطفال کو شامل کرنا اور وصولی مکمل کروانا خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری ہے اطفال الاحمدیہ کے چندہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا۔

"جس انجمن (مجلس خدام الاحمدیہ) کے سپرد اس چندے کا کام تھا معلوم ہوتا ہے اس نے سستی دکھائی ہے کیونکہ گذشتہ سالوں کی نسبت اطفال کے چندے میں نمایاں کمی ہے۔ (حضرت صاحب نے فرمایا) ذیلی تنظیموں کو بھی (۰) انجمنوں سے قدم ملا کر چلنا چاہئے۔"

(ضمیمہ خالد جنوری 1988ء)

دفتر اطفال کی اہمیت واضح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا۔

"اگر سارے کے سارے اطفال و ناصرات اس طرف توجہ کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ سارا بوجھ تقریباً ہمارے اطفال اور ناصرات اٹھا سکتے ہیں۔ یا مجھے یوں کہنا چاہئے کہ جماعت کے وہ بچے جن کی عمر ابھی پندرہ سال کی نہیں ہوئی۔ ایک منٹ کی عمر سے لے کر پندرہ سال کی عمر تک جتنے بچے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو دیئے ہیں اگر ان کی طرف سے یا وہ خود اگر وہ کچھ شعور رکھتے ہیں۔ وقف جدید کے لئے کم از کم چھ روپے سالانہ دیں تو جو کوئی اتنی بڑی رقم نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے بچپن سے ہی برکات کے سامان پیدا کرنے شروع کر دے گا۔"

(الفضل 10۔ نومبر 1967ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے احمدی بچوں کو وقف جدید میں شمولیت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا۔

"بچوں کے متعلق تو شروع سے ہی یہ تحریک بہت زور دے رہی ہے۔ اور حضرت مصلح موعود نے اس طرف بہت توجہ دلائی کہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو اس میں شامل کرنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تو خلافت کے اپنے تمام عرصہ میں وقف جدید تحریک سے متعلق بڑوں کے چندوں کے مقابل پر بچوں کے چندوں میں زیادہ دلچسپی لیا کرتے تھے۔ اور جب میں اعداد و شمار پیش کرتا تھا۔ تو پوچھا کرتے تھے کہ بچوں میں بتاؤ کتنا اضافہ ہوا۔

اس میں ایک حکمت یہ تھی اور بہت ہی بڑی حکمت ہے کہ چندے سے زیادہ ہمیں اگلی نسل کے اخلاص میں دلچسپی ہونی چاہئے۔ اگر ہم بچوں کو شروع ہی سے خدا کی راہ میں مالی قربانی کا مزا ڈال دیں اور اس کا چسکا ان کو پڑ جائے تو آئندہ ساری زندگی یہ بات ان کی تربیت کے دوسرے معاملات پر اثر انداز رہے گی اور جس کو مالی قربانی کی عادت ہو اس کی روحانی زندگی کی ضمانت کا بہت ہی اہم ذریعہ ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مجھے ہمیشہ بچوں کے متعلق تاکید کیا کرتے تھے۔ اور سوال بھی یہی ہوا کرتا تھا۔ کہ بتاؤ بچوں میں کتنوں نے حصہ لیا ہے...... اس لئے میں نے بھی ہمیشہ یہی زور دیا ہے کہ زیادہ تعداد میں احمدی شامل ہوں اور خصوصیت سے بچے۔"

(از خطبہ فرمودہ 4۔ جنوری 1991ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رمضان المبارک کے دس خاص مسائل

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیراحمد صاحب رضی اللہ عنہ)

ذیل میں حضرت مرزا بشیراحمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ بیش قیمت مضمون ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے جو آپ نے رمضان کے مسائل کے متعلق اپریل ۱۹۵۷ء میں رقم فرمایا تھا۔ [ادارہ]

(۱) رمضان مبارک وہ مبارک مہینہ ہے جس میں خدائے قدوس کی آخری شریعت کے نزول کا آغاز ہوا اور کلام الٰہی اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ اس مہینہ کو روزہ کی خاص عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا ہے جس کے متعلق خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء ہوں۔ اس مہینہ میں ہر اس عاقل بالغ مرد و زن پر روزہ واجب ہے، جو بیماری کی حالت میں نہ ہو۔ مگر ڈیوٹی کے لحاظ سے دائمی سفر میں رہنے والوں کو روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ ان کا سفر ایک گونہ قیام کا رنگ رکھتا ہے۔

(۲) بیمار یا مسافر کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ بیماری یا سفر کی حالت گزرنے کے بعد چھوڑے ہوئے روزے رکھ کر اپنے روزوں کی گنتی پوری کرے تاکہ اس کی عبادت کے ایام میں فرق نہ آئے۔ اور ثواب میں کمی واقع نہ ہو۔ اس غرض کے لئے حائضہ عورت بھی بیمار کے حکم میں ہے مگر بیماری اور سفر میں روزہ ملتوی کرنے کے باوجود رمضان کی دوسری برکات سے حتی الوسع متمتع ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(۳) جو شخص بڑھاپے یا دائم المرض ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور ہو اور بعد میں گنتی پوری کرنے کی امید بھی نہ رکھتا ہو (بہانہ کے طور پر نہیں بلکہ حقیقۃً) اس کے لئے یہ حکم ہے کہ روزہ کے بدل کے طور پر اپنی حیثیت کے مطابق اپنے مہینہ بھر کے کھانے کے اندازہ سے فدیہ ادا کرے۔ یہ فدیہ کسی مقامی غریب اور مسکین کو نقدی یا طعام ہر دو صورت میں ادا کیا جاسکتا ہے اور اس غرض کے ماتحت مرکز میں بھی بھجوایا جاسکتا ہے۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت بھی اسی حکم کے ماتحت آتی ہے، یعنی وہ روزہ رکھنے کی بجائے فدیہ ادا کرسکتی ہے۔

(۴) روزہ طلوع فجر یعنی پو پھوٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک رکھا جاتا ہے اور اس میں کھانے پینے یا بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے سے پرہیز کرنا لازم ہے مگر بھول چوک کر کوئی چیز کھاپی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ سحری کھانے میں دیر کرنا اور افطاری میں جلدی کرنا سنت نبویؐ ہے۔ تا خداتعالیٰ کے حکم کے ساتھ اپنی خواہش کی آمیزش نہ ہونے پائے۔

(۵) روزہ رکھنے والے کے لئے لازم ہے کہ اپنا وقت خصوصیت سے نیکی اور تقویٰ طہارت اور صداقت قول اور صداقت عمل میں گزارے اور ہر قسم کی بدی اور بیہودگی سے کلی اجتناب کرے۔ مگر اس نیت سے نہیں کہ رمضان کی قید کے ایام کے بعد پھر سستی اور بدی کی مادر پدر آزادی کی طرف لوٹ جائے گا بلکہ اس نیت سے کہ وہ اس ٹریننگ کے نتیجہ میں ہمیشہ نیک اور متقی رہنے کی کوشش کرے گا۔ اور خشیت اللہ کو اپنا شعار بنائے گا۔

(۶) روزوں کے ایام میں نمازوں کی پابندی اور تلاوت قرآن مجید اور دعاؤں اور ذکر الٰہی اور درود شریف میں شغف خاص طور پر ضروری ہے اور روزوں کی راتوں میں تہجد کی نماز کی بڑی تاکید آئی ہے۔ تہجد کی نماز مومنوں کو ان کے مخصوص انفرادی مقام محمود تک پہنچانے اور نفس کی خواہشات کو کچلنے اور دعاؤں کی قبولیت کا رستہ کھولنے اور انسان کی مخفی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں بے حد مؤثر ہے (یہ سب قرآنی اشارات ہیں)۔ دن کے اوقات میں ضحیٰ یعنی اشراق کی نماز بھی بڑے ثواب کا موجب ہے۔ تہجد کا بہترین وقت نصف شب اور فجر کی نماز کے درمیان کا وقت ہے۔

(۷) رمضان کے مہینہ میں صدقہ و خیرات اور غریبوں اور مساکین۔ اور یتامیٰ اور بیوگان کی امداد حسب توفیق زیادہ سے زیادہ کرنی چاہئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں ہمارے آقا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ غریبوں کی امداد میں ایسی تیز آندھی کی طرح چلتا تھا جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔ رمضان کا یہ صدقہ و خیرات فدیہ رمضان اور صدقۃ الفطر کے علاوہ

(۸) جن لوگوں کو توفیق ہو اور فرصت مل سکے اور حالات موافق ہوں ان کے لئے رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد کے اندر اعتکاف بیٹھنا موجب ثواب ہے۔ یہ ایک قسم کی وقتی اور محدود رہبانیت ہے جس کے ذریعہ انسان دنیا سے کلی طور پر نہ کٹنے کے باوجود انقطاع الی اللہ کا ثواب حاصل کرتا ہے۔ اعتکاف میں دن رات مسجد میں بیٹھ کر عبادت اور ذکر الٰہی اور دعاؤں اور تلاوت قرآن مجید اور دینی مذاکرات میں وقت گزارنا چاہئے اور نیند کو کم سے کم حد میں محدود رکھنا چاہئے۔ رفع حاجت یعنی پیشاب پاخانہ کے لئے مسجد سے باہر جانے کی اجازت ہے اور رستہ میں کسی مریض کی مختصر سی عیادت کرنے میں بھی حرج نہیں۔

(۹) رمضان کے آخری عشرہ میں اور خصوصاً اس کی طاق راتوں میں ایک رات ایسی آتی ہے جو خداتعالیٰ کی خاص الخاص برکتوں سے معمور ہوتی ہے۔ اسے لیلۃ القدر یعنی بزرگی والی رات کہتے ہیں۔ اس میں دعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں اور رحمت کے فرشتے مومنوں کے قریب تر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ آخری عشرہ کی راتوں میں زیادہ دعائیں کی جائیں اور نوافل پر زیادہ زور دیا جائے۔ اور رات کی مردہ تاریکی کو روحانی زندگی کے نور سے بدل دیا جائے۔ لیلۃ القدر گویا خدا کی طرف سے مومنوں کے لئے اختتام رمضان کا ایک مبارک ہدیہ ہے۔

(۱۰) عیدالفطر سے قبل غرباء کی امداد کے لئے صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کی مقدار ایک صاع گندم یا نصف صاع گندم کے حساب سے مقرر ہے۔ جو گھر کے ہر مرد عورت اور ہر لڑکے لڑکی بلکہ بے تنخواہ کام کرنے والے نوکروں کی طرف سے بھی ادا کرنی لازم ہے۔ یہ رقم گندم کی رائج الوقت قیمت کا اندازہ ہونے پر مقامی عصدوں کو ادا کرنی چاہئے تاکہ مناسب انتظام کے ساتھ اچھے وقت پر غرباء میں تقسیم ہوسکے۔

وتلک عشرۃ کاملۃ۔

نوٹ: رمضان اور عید الفطر کے بعد شوال کی دوسری تاریخ سے لے کر سات تاریخ تک چھ نفلی روزے رکھنا مسنون ہے اور موجب ثواب۔ جس طرح نماز کے بعد کی سنتیں ہوتی ہیں یہ گویا روزوں کے بعد کی سنتیں ہیں۔

روزہ

(ماخوذ از فقہ احمدیہ (عبادات) صفحہ ۲۶۷ تا ۳۱۴)

اسلامی عبادات کا دوسرا اہم رکن روزہ ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں نفس کی تہذیب اس کی اصلاح اور قوتِ برداشت کی تربیت مدّنظر ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں:-

"جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں"۔ [1]

صوم (روزہ) کے لغوی معنی رُکنے اور کوئی کام نہ کرنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں طلوع فجر (صبح صادق) سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیّت سے کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہنے کا نام صوم یا روزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ [2]

رات کے وقت کھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ تمہیں سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ یعنی فجر طلوع ہو جائے۔ تو اس کے بعد رات آنے تک سارا دن روزہ کی تکمیل میں لگے رہو۔ خُدا کی خاطر اور اُس کی رضا کے حصول کے لئے کھانے پینے اور جنسی خواہش سے رکنے کا حکم ہر قِسم کی برائیوں سے بچنے کے لئے بطور علامت ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:-

"مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ"۔ [3]

یعنی۔ "جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کیا ضرورت"۔

جب اصل مقصد حاصل کرنے کا جذبہ ہی نہیں تو روزہ کا کیا فائدہ۔ اِسی طرح ایک اور موقع پر فرمایا:-

"لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَاِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ فَاِنْ سَابَّكَ اَحَدٌ اَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ اِنِّيْ صَائِمٌ نَكَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ

[1] :- فتاویٰ احمدیہ ص ۱۸۳ ؛ [2] :- بقرہ : ص ۱۸۸ ؛ [3] :- بخاری کتاب الصوم ص ۲۵۵ ؛

لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ"۔ [1]

یعنی۔ روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بیہودہ باتیں کرنے اور فحش بکنے سے رُکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ پس اے روزہ دار اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا غصہ دلائے تو تُو اُسے کہہ دے کہ مَیں روزہ دار ہُوں۔ جو شخص روزہ دار ہونے کے باوجود گالی گلوچ کرتا ہے تو اس کا روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنا ہے جس سے اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

قدیم مذاہب میں روزہ

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا وجود قدیم سے قدیم مذاہب میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [2]

اے مسلمانو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کی غرض تقویٰ کا حصول اور تہذیب نفس ہے۔

اسلامی روزوں اور قدیم مذاہب کے روزوں کی شکل میں گو اختلاف ہے مگر بنیادی عناصر سب میں مشترک ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

"فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ"۔ [3]

ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں ایک فرق سحری کھانا بھی ہے۔ مسلمان سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں اور اہل کتاب سحری نہیں کھاتے۔ اسی طرح ہندو اپنے روزہ کے دوران میں کئی چیزیں کھا بھی لیتے ہیں پھر بھی ان کا روزہ قائم رہتا ہے گویا ان کے ہاں صرف بعض چیزوں سے پرہیز کا نام روزہ ہے۔ عیسائیوں کے روزے بھی اسی قسم کے ہیں کہ کسی روزے میں گوشت نہیں کھانا۔ کسی میں خمیری روٹی نہیں کھانی۔ بعض مذاہب میں پورے دن رات کا روزہ بغیر سحری کھائے ہوتا ہے۔ وہ صرف شام کے وقت افطار کرتے ہیں کسی مذہب میں چار چار دن متواتر روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ بعض مذاہب میں ایسے روزے بھی پائے جاتے ہیں جن میں صرف ٹھوس غذا کھانے سے منع

[1] :- دارمی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۷۷ ؛ [2] :- بقرہ : ۱۸۴ ؛

[3] :- مسند دارمی باب فضل السحور ص ۱۵۴، حاشیہ المنتقیٰ من اخبار المصطفٰے مطبوعہ رحمانی دہلی ۱۳۳۶ھ ؛

کیا گیا ہے۔ اور ہلکی غذا دودھ پھل وغیرہ کے استعمال کی اجازت ہے۔

روزہ کی غرض

روزہ اصلاح نفس کا ذریعہ ہے کیونکہ جہاں انسان خُدا کی خاطر لذّات کو ترک کر دیتا ہے وہاں اسے اپنے نفس کو زیادہ سے زیادہ نیکی پر قائم کرنے اور ہر قسم کی حرام اور نجس چیزوں سے پرہیز کی کوشش کرنے کا سبق بھی اسے ملتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں:-

"روزوں کی غرض کسی کو بھُوکا یا پیاسا مارنا نہیں ہے۔ اگر بھوکا مرنے سے جنّت مل سکتی تو مَیں سمجھتا ہُوں کافر سے کافر اور منافق سے منافق لوگ بھی اس کے لینے کے لئے تیار ہو جاتے کیونکہ بھوکا پیاسا مر جانا کوئی مشکل بات نہیں۔

درحقیقت مشکل بات اخلاقی اور روحانی تبدیلی ہے۔ لوگ بھوکے تو معمولی معمولی باتوں پر رہنے لگ جاتے ہیں۔ قید خانوں میں جاتے ہیں تو بھُوک ہڑتال (مرن برت) شروع کر دیتے ہیں اور برہمنوں کا تو یہ مشہور حیلہ چلا آتا ہے کہ جب لوگ ان کی کوئی بات نہ مانیں تو کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ پس بھوکا رہنا تو کوئی بڑی بات نہیں اور نہ یہ رمضان کی غرض ہے۔

رمضان کی اصل غرض یہ ہے کہ اس ماہ میں انسان خُدا تعالیٰ کے لئے ہر ایک چیز

چھوڑنے کے لئے تیار ہوجائے اس کا بھوکا رہنا علامت اور نشان ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ اپنے ہر حق کو خُدا کے لئے چھوڑنے کے لئے تیار ہے۔ کھانا پینا انسان کا حق ہے میاں بیوی کے تعلقات اس کا حق ہے اس لئے جو شخص ان باتوں کو چھوڑتا ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کے لئے اپنا حق چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ ناحق کا چھوڑنا تو بہت ادنیٰ بات ہے اور کسی مؤمن سے یہ اُمید نہیں کی جا سکتی کہ وہ کسی کا حق مارے مؤمن سے جس بات کی اُمید کی جا سکتی ہے وہ یہی ہے کہ خُدا تعالیٰ کی رضاء کے لئے اپنا حق بھی چھوڑ دے۔ لیکن اگر رمضان آئے اور یونہی گذر جائے اور ہم یہی کہتے رہیں کہ ہم اپنا حق کس طرح چھوڑ دیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے رمضان سے کچھ حاصل نہ کیا کیونکہ رمضان یہی بتانے کے لئے آیا تھا کہ خُدا کی رضا کیلئے اپنے حقوق بھی چھوڑ دینے چاہئیں۔" [1]

[1] :- الفضل ۳۰ مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۵-۶ ؛

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ :-

"جو انسان روزہ میں اپنی چیزیں خدا کے لئے چھوڑتا ہے جن کا استعمال کرنا اس کے لئے کوئی قانونی اور اخلاقی جرم نہیں تو اسکی اسے عادت ہوتی ہے کہ غیروں کی چیزوں کو ناجائز طریق سے استعمال نہ کرے اور ان کی طرف نہ دیکھے اور جب وہ خُدا کے لئے جائز چیزوں کو چھوڑتا ہے تو اس کی نظر ناجائز چیزوں پر پڑ ہی نہیں سکتی۔" [1]

غرض جہاں روزہ سے تزکیۂ نفس و تجلی قلب ہوتی ہے وہیں روزہ جسمانی، اخلاقی اور معاشرتی فوائد کا موجب بھی بن جاتا ہے اسکی کشفی طاقت بڑھتی اور ترقی پذیر ہوتی ہے۔ جس طرح جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی (یعنی روزہ کی حالت) روح کو قائم رکھتی ہے اور اس سے روحانی قویٰ تیز تر ہوتے ہیں۔ اِسی لئے فرمایا :- "اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ"۔ [2] یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو اس میں تمہارے لئے بڑی خیر ہے۔

قرآن کریم میں روزہ کو متقی بننے کا ایک مجرب نسخہ بتایا گیا ہے۔ یعنی اگر تم اس نسخہ پر عمل کروگے تو متقی بن جاؤگے۔ فرمایا :-

"يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ"۔ [3]

ترجمہ :- اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اِسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔

"جس قدر بدیاں پیدا ہوتی ہیں ان کا منبع چار چیزیں ہیں باقی آگے اس کی فروع ہیں۔ وہ چار منابع یہ ہیں۔ اوّل۔ کھانا۔ دوئم پینا۔ سوئم شہوت۔ چہارم حرکت سے بچنے کی خواہش۔

سب عیوب ان چاروں باتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان چاروں منبعوں کو بدی سے روکنے کے لئے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے مثلاً ایک شخص خیانت اس لئے کرتا ہے کہ محنت سے بچنا چاہتا ہے یعنی محنت کرکے کھانا نہیں چاہتا اور دوسرے کا مال کھاتا ہے۔ لیکن روزہ دار کو رات کے زیادہ حصّہ میں اُٹھ کر عبادت کرنی پڑتی ہے۔ سحری کے لئے اُٹھتا ہے۔ سارا دن مونہہ بند رکھتا ہے۔ سوتا کم ہے۔ ایک ماہ تک روزے دار کو یہ

[1] الفضل ۱۷ دسمبر ۱۹۶۶ء صفحہ ؛ [2] :- بقرہ : ۱۸۵ ؛ [3] : بقرہ : ۱۸۴ ؛

تکلیف اٹھانی پڑتی ہے جس سے اس کا جسم عادی ہوجاتا ہے اور اس سے غفلت کی عادت کو دھکا لگتا ہے۔ پھر کھانے پینے اور شہوت سے بدیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کے لئے بھی روزہ رکھا گیا ہے۔ انسان کھانا پینا ترک کرتا ہے ضروریاتِ زندگی کو چھوڑتا ہے۔ پس جن ضرورتوں کے باعث انسان گناہ میں پڑتا ہے انہیں عارضی طور پر روک دیا جاتا ہے۔" [1]

روزہ کا جسمانی فائدہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسانی جسم تکالیف اور شدائد برداشت کرنے کا عادی ہوجاتا ہے اور اس وجہ سے اس میں قوت برداشت اور صبر کا مادہ پیدا ہوتا ہے علاوہ ازیں صحت کے برقرار رکھنے میں فاقہ کی طبی اہمیت مسلّم ہے۔ اگر اعتدال پیش نظر رہے تو اس سے صحت میں نمایاں فرق پڑتا ہے۔ گویا روزہ جسم کی صحت کا ضامن ہے اور روحانی لحاظ سے تقویٰ کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ اس سے خوش خلقی۔ عفّت۔ دیانت۔ نیک چلنی اور تزکیہ نفس کی توفیق ملتی ہے۔ صبر و جرأت کی قوتوں کی نشو و نما ہوتی ہے۔ غرباء کی تکالیف کا احساس ہوتا ہے اور ان کی مدد کرنے کا جذبہ بڑھتا ہے اور اس طرح اقتصادی اور طبقاتی مساوات کے رجحانات کو فروغ ملتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صحت بھی برقرار رہتی ہے۔

روزہ رکھنے والے کا درجہ

حدیث قدسی ہے :- "كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامُ فَاِنَّهٗ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ"۔ [2]

۲- وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ۔ [3]

یعنی۔ انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اسلئے مَیں خود اس کی جزا بنوں گا۔ (کیونکہ وہ اپنی تمام خواہشات اور کھانے پینے کو میری خاطر چھوڑ دیتا ہے)۔

نیز فرمایا :-

"قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے روزے دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔

اسی طرح فرمایا :-

[1] :- الفضل ۱۷ دسمبر ۱۹۲۶ء ؛ [2] :- بخاری کتاب الصوم صفحہ ۲۵۵ ؛ [3] : بخاری کتاب الصوم صفحہ ۲۵۵ ؛

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ [1]

جو شخص ایمان کے تقاضے کے مطابق اور ثواب کی نیت سے رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

روزوں کی اقسام

متعدد قسموں کے روزوں کا ذکر قرآن و حدیث میں پایا جاتا ہے مثلاً فرض روزے۔ نفلی روزے۔

فرض روزوں کی مثال جیسے [1] رمضان کے روزے۔ رمضان [2] کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء۔ کفّارہ [3] ظہار کے روزے۔ کفّارہ [4] قتل کے روزے۔ عمداً [5] رمضان کا روزہ توڑ دینے کی سزا کے ساٹھ [60] روزے۔ کفّارہ [6] قسم کے روزے۔ نذر [7] کے روزے۔ حج [8] تمتع یا حج قران کے روزے۔ بحالتِ [9] احرام شکار کرنے کی وجہ سے روزہ۔ بحالت [10] احرام سر منڈوانے کی وجہ سے روزہ۔

دوسری قسم نفلی روزوں کی ہے جیسے۔ شوال [1] کے چھ روزے۔ عاشورہ [2] کا روزہ۔ صوم [3] داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار۔ یوم [4] عرفہ کا روزہ۔ ہر اسلامی مہینے کی ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ تاریخ کا روزہ۔

بعض دنوں میں روزہ رکھنا منع اور مکروہ ہے مثلاً صرف ہفتہ یا جمعہ کے دن کو خاص کرکے روزہ رکھنا پارسیوں کی طرح نیروز و مہرگان کے دن روزہ رکھنا۔ صوم دہر یعنی بلا ناغہ مسلسل روزے رکھتے چلے جانا۔ عید کے دن اور ایام تشریق یعنی ۱۱۔ ۱۲ اور ۱۳ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا سخت منع ہے۔ [2]

رمضان کے روزے

ماہ رمضان اور اس کی فضیلت :- ماہ رمضان کو خُدا تعالیٰ نے ایک اہم اور بابرکت مہینہ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کا آغاز اسی مہینہ سے ہوا۔ فرمایا :-

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ

مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ " ۔ ۳

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

۱ :۔ بخاری کتاب الصوم ص۲۵۶ ؛ ۲ : فتاویٰ عالمگیری و در مختار بحوالہ بہار شریعت ص۹۹ جلد ۵ ؛ ۳ : بقرہ ص۱۸۱ ؛

"اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ " ۔ ۱

اس بابرکت مہینہ میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ۔ شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں ۔

یعنی یہ مبارک مہینہ فضلِ الٰہی اور رحمتِ خداوندی کو جذب کرنے کا ایک بابرکت مہینہ ہے اس مہینہ میں خصوصاً اس کے آخری عشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت دعائیں مانگا کرتے اور بہت زیادہ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے ۔

روزہ کس پر فرض ہے

رمضان کے روزے ہر بالغ عاقل تندرست مقیم مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں ۔ مسافر اور بیمار کو یہ رعایت ہے کہ وہ دوسرے ایام میں ان روزوں کو پورا کرلیں ۔ جو اس ماہ میں ان سے رہ گئے ہیں مستقل بیمار جنہیں صحت یاب ہونے کی کبھی امید نہ ہو یا ایسے کمزور و ناتوان ضعیف جنہیں بعد میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ملے ۔ اسی طرح ایسی مرضعہ اور حاملہ جو تسلسل کے ساتھ ان عوارض سے دوچار رہتی ہے ۔ ایسے معذور حسب توفیق روزوں کے بدلہ میں فدیہ ادا کریں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ " ۔ ۲

تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اُسے اور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی اور اُن لوگوں پر جو اس یعنی روزہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا دینا بشرط استطاعت واجب ہے ۔

روزہ کب رکھنا چاہیئے

رمضان کے روزوں کے لئے حکم ہے کہ "لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ" جب تک ماہ رمضان کا چاند نظر نہ آجائے روزہ نہ رکھو ۔ یہ رؤیت نظری بھی ہوسکتی ہے اور علمی بھی ۔

رؤیت علمی کی دو صورتیں ہیں ۔ ایک یہ کہ شعبان کے پورے تیس دن گزر چکے ہوں یا باتفاق علماء

۱ :۔ بخاری کتاب الصوم ص۲۵۵ ؛ ۲ :۔ بقرہ : ۱۸۵ ؛

اُمت ایسا حسابی کلنڈر بنا لیا جائے جس میں چاند نکلنے کا پورا پورا حساب ہو اور غلطی کا امکان نہ رہے ۔

ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ چاند نکلنے کی خبر شرعاً معتبر ہے اس کے مطابق حسب فیصلہ ارباب علم و اقتدار عمل کیا جائے گا ۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جگہ جہاں چاند دیکھا گیا ہے اور جہاں خبر پہنچی ہے دونوں کا افق اور مطلع ایک ہو ورنہ یہ خبر قابل عمل نہ ہوگی ۔ یعنی اگر دونوں علاقوں کا فاصلہ بہت زیادہ ہو جیسے برطانیہ اور پاکستان تو یہ خبر ان علاقوں کے لحاظ سے ایک دوسرے کے لئے قابل عمل نہ ہوگی ۔

اگر مطلع صاف نہ ہو ابر یا گہری دھند ہو تو رمضان کے چاند کی رؤیت کے ثبوت کے لئے ایک معتبر عادل آدمی کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے لیکن افطار اور عید الفطر منانے کے فیصلہ کے لئے کم از کم دو عادل آدمیوں کی گواہی ضروری ہے ۔ ۱

روزہ کے لئے نیّت ضروری ہے

جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہیئے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

" مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصَّوْمَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهٗ " ۔ ۲

جو صبح سے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں ۔ نیت کرنے کے لئے کوئی معین لفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں ۔

نیت دراصل دل کے اس ارادے کا نام ہے کہ وہ کس لئے کھانا پینا چھوڑ رہا ہے ۔

نفلی روزہ میں دن کے وقت دوپہر سے پہلے پہلے (بشرطیکہ نیت کرنے کے وقت تک کچھ کھایا پیا نہ ہو) روزہ کی نیت کر سکتے ہیں ۔ اسی طرح اگر کوئی عذر ہو مثلاً رمضان کا چاند نکلنے کی خبر طلوع فجر کے بعد ملی ہو اور ابھی کچھ کھایا پیا نہ ہو تو اس وقت روزہ کی نیت کرسکتے ہیں اور ایسے شخص کا اس دن کا روزہ ہو جائے گا ۔

روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا وقت

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ

۱ : ترمذی کتاب الصوم باب الصوم بالشہادۃ ص۸۴ ؛ ۲ : ترمذی کتاب الصوم باب لاصیام لمن لم یعزم من اللیل ص۹۱ ؛

مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۔ ۱

کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے ۔ اس کے بعد صبح سے رات تک روزوں کی تکمیل کرو ۔

حدیث میں ہے :۔

اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ وَاَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ ۔ ۲

جب دن چلا جائے رات آجائے ۔ سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کرلو ۔

آدھی رات کو اُٹھ کر سحری کھا لینا یا بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا مسنون نہیں ۔ اصل برکت اور اتباع سنت اس میں ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا پہلے انسان کھا پی لے ۔ اس کے بعد روزہ کی نیت کرے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کا یہی طریق تھا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

" تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً " ۔ ۳

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے ۔

موجودہ زمانہ میں طلوع فجر یعنی صبح صادق کا اندازہ بذریعہ گھڑی اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ کسی دن سورج نکلنے کا وقت نوٹ کر لیا جائے اور اس سے قریباً ایک گھنٹہ بائیس منٹ پہلے تک سحری کھا لی جائے ۔

حدیث میں ہے :۔ تَسَحَّرْنَا ثُمَّ قُمْنَا اِلَى الصَّلٰوةِ ۔ ۴

کہ سحری کھانے کے بعد ہم نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ۔

سحری کھانے اور نماز فجر میں تقریباً پچاس آیتیں تلاوت کرنے کے برابر وقفہ ہوتا تھا ۔

ایک اور حدیث میں ہے :۔

كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِيْ اَهْلِيْ ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَةٌ بِيْ اَنْ اُدْرِكَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ ۵

۱ : بقرہ : ۱۸۸ ؛ ۲ : ترمذی باب اذا اقبل اللیل الخ ص۸۹ ؛ ۳ : بخاری باب برکۃ السحور ص۲۵۷ ؛ ۴ : ترمذی کتاب الصوم باب تاخیر السحور ص۸۸ ؛ ۵ : بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ باب وقت الفجر ص۸۲ ، بخاری فی تعجیل السحور ص۲۵۷

ص۲۷۷

کہ سحری کھانے کے بعد نماز فجر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانے کے لئے ہمیں جلدی ہوتی تھی۔

وقتِ افطار

غروب آفتاب کے ایک دو منٹ بعد روزہ افطار کرلینا چاہیئے۔ غیر معمولی تاخیر درست نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ ۔ [۱]

کہ روزہ افطار کرنے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

ایک اور حدیث ہے :-

عَنْ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ اِنَّ عَلَيْنَا نَهَارًا قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهٗ فَشَرِبَ ثُمَّ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ ۔ [۲]

حضرت ابی اوفیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں مَیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا غروب آفتاب کے بعد حضور نے ایک شخص کو افطاری لانے کا ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے عرض کی حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپ نے فرمایا کہ افطاری لاؤ۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ حضور ابھی تو روشنی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا۔ آپ نے روزہ افطار کرنے کے بعد فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اُٹھتے دیکھو تو افطار کرلیا کرو۔ مغرب کی طرف نہ دیکھتے رہو کہ اس طرف روشنی غائب ہُوئی ہے یا نہیں۔

[۱] : بخاری باب تعجیل الافطار ص ۲۶۳/۱ ؛ [۲] : مسلم کتاب الصوم باب بیان وقت انقضاء الصوم ص ۲۵۶ ؛

ص۲۷۷

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہیئے

روزہ کھجور، دودھ، سادہ پانی سے کھولنا مسنون ہے۔

اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَاءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ ۔ [۱]

جب روزہ افطار کرنا ہو تو کھجور سے افطار کرے کیونکہ اس میں برکت ہے۔ اگر یہ میسّر نہ ہو تو پانی سے روزہ افطار کرلے کیونکہ یہ بہت پاک چیز ہے۔

افطار کرتے وقت یہ دُعا پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ۔ [۲]

اے اللہ مَیں نے تیری خاطر ہی روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق سے مَیں نے افطار کیا ہے۔

بعد افطار یہ کہے :-

ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ۔ [۳]

پیاس دُور ہو گئی اور رگیں تر و تازہ ہو گئیں اور اجر ثابت ہو گیا اگر خُدا تعالیٰ چاہے۔

کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرانا بہت ثواب کا کام ہے۔ روزہ افطار کرانے والے کو روزہ دار جتنا ثواب ملتا ہے۔

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئٌ ۔ [۴]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو روزہ افطار کرائے اُسے روزہ رکھنے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

نواقضِ روزہ

عمداً کھانے پینے اور جماع یعنی جنسی تعلق قائم کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ انیما کرانے،

[۱] : ترمذی باب ما یستحب علیہ الافطار ص ۸۴/۱ ؛ [۲] : ابوداؤد باب القول عند الافطار ص ۳۲۲/۱ ؛
[۳] : ابوداؤد کتاب الصوم باب القول عند الافطار ص ۳۲۱/۱ ؛ [۴] : ترمذی کتاب الصوم باب فضل من فطر صائما ص ۱۰۱/۱ ؛

ص۲۷۸

ٹیکہ لگوانے اور جان بوجھ کر قے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حدیث ہے :-

مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْئُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْيَقْضِ ۔ [۱]

اگر کسی روزہ دار کو بے اختیار قے آجائے تو اس پر روزہ کی قضاء نہیں۔ لیکن جو روزہ دار جان بوجھ کر قے کرے تو وہ روزہ قضاء کرے۔

رمضان کا روزہ عمداً توڑنے والے کے لئے اس روزہ کی قضاء کے علاوہ کفّارہ (یعنی بطورِ سزا) ساٹھ روزے متواتر رکھنا بھی واجب ہے۔

اگر روزہ رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنی حیثیت کے مطابق ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلانا اکٹھے بٹھا کر یا متفرق طور پر یا ایک غریب کو ہی ساٹھ دن کے کھانے کا راشن دے دینا یا اس کی قیمت ادا کرنا کافی ہے۔

اگر کھانا کھلانے کی بھی استطاعت نہ ہو تو اُسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اُس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ [۲]

اگر کوئی غلطی سے رمضان کا روزہ کھول لے تو کوئی گناہ نہیں لیکن اس روزہ کی قضاء ضروری ہے۔

اگر روزہ دار ہونے کی صورت میں عورت کے خاص ایّام شروع ہو جائیں یا بچہ پیدا ہو تو روزہ ختم ہو جائے گا البتہ بعد میں ان ایّام کے روزوں کی قضاء واجب ہے۔

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

اگر کوئی بھول کر کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ علیٰ حالہٖ باقی رہے گا اور کسی قسم کا نقص اس کے روزہ میں واقع نہیں ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

اِذَا نَسِیَ اَحَدُكُمْ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ ۔ [۳]

اگر کوئی شخص بھول کر روزہ میں کھا پی لے تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ وہ اپنا روزہ

[۱] : ترمذی باب من استقاء عمداً ص ۹/۱ ؛ [۲] : بخاری باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن له شیئ.... الخ ص ۲۵۹/۱ ؛ [۳] : بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل اوشرب ناسیًا ص ۲۵۹/۱ ؛

ص۲۷۹

پُورا کرے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا رہا ہے۔

اگر بلا اختیار حلق میں یا پیٹ میں دھواں۔ گرد و غبار۔ مکھی۔ مچھر۔ کلّی کرتے وقت چند قطرے پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کان میں پانی جانے یا دوا ڈالنے۔ بلغم نگلنے۔ بلا اختیار قے آنے۔ آنکھ میں دوا ڈلوانے۔ نکسیر پھُوٹنے۔ دانت سے خون جاری ہونے۔ چیچک کا ٹیکہ لگواتے مسواک یا برش کرنے۔ خوشبو سُونگھنے۔ ناک میں دوا چڑھانے۔ سَر یا داڑھی پر تیل لگانے۔ بچے یا بیوی کا بوسہ لینے۔ دن کے وقت سوتے میں احتلام ہو جانے یا سحری کے وقت غسل جنابت نہ کر سکنے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ دن کے وقت عورت سرمہ لگا سکتی ہے۔ مرد کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

لَا تَكْتَحِلْ بِالنَّهَارِ وَاَنْتَ صَائِمٌ وَاكْتَحِلْ لَيْلًا ۔ [۴]

اے عزیز بحالت روزہ دن کو سُرمہ نہ لگا البتہ رات کو لگا سکتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں :-

" دن کو سرمہ لگانے کی ضرورت ہی کیا ہے رات کو لگائے " ۵؎

روزہ نہ رکھنے والے

رمضان کا روزہ بلا عذر یا معمولی معمولی باتوں کو عذر بنا کر ترک کرنا درست نہیں ایسے لوگ جو جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھتے ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

" مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ فَلَا يَقْضِيْهِ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَلَوْ صَامَ الدَّهْرَ " ۶؎

جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس روزہ کے بدلہ میں روزے رکھے تو بھی بدلہ نہیں چکا سکے گا - اور اس غلطی کا تدارک نہیں ہو سکے گا -

---

۱؎ :- قَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالسَّعُوْطِ لِلصَّائِمِ اِنْ لَمْ يَصِلْ اِلَى حَلْقِهِ - بخاری باب قول النبی اذا توضأ.

۲؎ :- ثَلٰثٌ لَا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ الْحَجَامَةُ وَالْقَيْءُ وَالْاِحْتِلَامُ - (ترمذی ص۹۹) الجزء ۱ ص۱۵۹

۳؎ :- مسند دارمی باب الکحل للصائم ص۱۵۶ ؛ ۴؎ :- بدر ۲/۱۹۰۷ ؛ ۵؎ :- مسند دارمی باب من افطر یوما من رمضان متعمدا ص۱۵۶

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے :-

" میرے نزدیک ایسے لوگ بھی ہیں جو روزہ کو بالکل معمولی حکم تصوّر کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وجہ کی بناء پر روزہ ترک کر دیتے ہیں بلکہ اس خیال سے بھی کہ ہم بیمار ہو جائیں گے روزہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں کہ آدمی خیال کرے مَیں بیمار ہو جاؤں گا ...... روزہ ایسی حالت میں ہی ترک کیا جا سکتا ہے کہ آدمی بیمار ہو اور وہ بیماری بھی اس قسم کی ہو کہ اس میں روزہ رکھنا مضر ہو ...... وہ بیماری کہ جس پر روزہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس کی وجہ سے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا " ۱؎

روزہ اور نیّت

سوال :- کیا روزہ کے لئے نیت ضروری ہے ؟

جواب :- حضور نے فرمایا :-

" روزے کے لئے نیّت ضروری ہے - بغیر نیّت کا ثواب نہیں - نیّت دل کے ارادے کا نام ہے - افق مشرق پر سیاہ دھاری سے سفید دھاری شمالاً جنوباً ظاہر ہونے تک کھانا پینا جائز ہے - اگر اپنی طرف سے احتیاط ہو اور بعد میں کوئی کہے کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی تو روزہ ہو جاتا ہے - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا کھانے اور نماز فجر میں ۵۰ آیت پڑھنے تک وقفہ ہوتا تھا " ۲؎

ایک شخص صبح سے شام تک بغیر کچھ کھائے پیئے سویا رہا یا کسی کام میں ایسا منہمک ہوا کہ کھانے پینے کی ہوش ہی نہ رہی تو اس شخص کے اِس فاقہ کو روزہ سمجھنا درست نہ ہوگا - کیونکہ روزہ رکھنے

۲؎ : الفضل ۲۸ رجولائی ۱۹۱۴ء ؛

کی اس کی نیت ہی نہ تھی اور نہ ہی اس کا یہ فاقہ اس ارادہ سے تھا کہ اس کا روزہ ہے -

سوال :- اگر بوقت سحری روزہ کی نیّت نہ تھی لیکن ۱۰ یا ۱۱ بجے دن کے روزہ کا ارادہ کر لیا تو کیا اس کا روزہ ہو جائے گا ؟

جواب :- روزہ کی نیّت طلوعِ فجر سے پہلے کی جانی چاہیئے - البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً اسے علم نہ ہو سکا کہ آج سے رمضان شروع ہے یا سویا رہا صبح بیدار ہونے پر پتہ چلا کہ آج تو روزہ ہے یا کوئی اور اسی قسم کا عذر ہے تو وہ دوپہر سے پہلے پہلے اس دن کے روزہ کی نیت کر سکتا ہے - بشرطیکہ اس نے طلوعِ فجر کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہ ہو -

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے :-

عن ابن عمر عن حفصة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُ قَالَ مَنْ لَمْ يَجْمَعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ ۱؎ رواہ الخمسة -

یعنی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - روزہ صرف اُسی شخص کا ہے جس نے فجر سے پہلے پختہ عزم کے ساتھ روزہ کی نیت کر لی ہو -

لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور حدیث ہے کہ :-

اَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهِ فَيَقُوْلُ هَلْ مِنْ غَدَاءٍ فَاِنْ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنِّيْ صَائِمٌ ۲؎

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ گھر تشریف لاتے اور دریافت فرماتے کہ ناشتہ کے لئے کوئی چیز ہے ؟ اگر یہ جواب ملتا کہ کچھ نہیں تو آپ فرماتے اچھا آج مَیں روزہ رکھ لیتا ہوں

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فجر سے پہلے نیت کرنے میں کوئی عذر ہو تو دن کے وقت بھی روزے کی نیت کی جا سکتی ہے - گو حضور علیہ السلام کے یہ روزے نفلی تھے -

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار دوپہر سے پہلے خبر ملی کہ کل رمضان کا چاند مدینہ کی کسی مضافاتی بستی میں دیکھ لیا گیا تھا - اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے صبح سے

۱؎ :- نیل الاوطار باب وجوب النیۃ من اللیل ص۱۹۵ ، ترمذی کتاب الصوم باب لا صیام لمن لم یعزم من اللیل

۲؎ :- مسلم کتاب الصوم باب جواز صوم النافلۃ بنیۃ من النہار ص۳۸۱ ؛

(صفحہ ۲۴ پر جاری ہے)

(بقیہ صفحہ ۱۱)

اب پہلے دس اضلاع کا نام بھی سن لیں تا کہ آپ کی دعاؤں میں وہ شامل رہیں پھر میں اس خطبے کو دعا کے ساتھ ختم کروں گا۔ اسلام آباد یہ سارے اضلاع میں نمبر ایک پر ہے۔ راولپنڈی تمام پاکستان کے اضلاع میں نمبر دو ہے۔ یہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ باقی جو بہت سے اہم تربیتی اور دوسرے کام ہیں ان میں ان دونوں ضلعوں کو اتنی توفیق نہیں ملی، وقف جدید میں کیوں، کیسے مل گئی۔ لیکن اللہ کا فضل ہے جس کو بھی نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ یہ مبارک کرے اور اس کے نتیجے میں دوسرے ترقی کے میدانوں میں بھی ان کو آگے قدم بڑھانے کی توفیق عطا ہو۔

اب سیالکوٹ ضلع بھی عام طور پر پیچھے رہنے والے ضلعوں میں شمار ہوتا ہے کیونکہ وہ بڑے بڑے عظیم جھنڈے جو سیالکوٹ کی جماعت نے مسیح موعودؑ کے زمانے میں اٹھائے ہوئے تھے ایک ایک کر کے اپنے گھروں میں رکھ دیئے گئے اور آخر یہ ضلع عملاً دشمنوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ بڑی بڑی احمدیت کی مخالفت کی رو ئیں اس ضلع سے اٹھی ہیں جن کا پہلے زمانوں میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تو اب میں اس ضلع کے پیچھے تو پڑا ہوا ہوں دیکھیں کب یہ بیدار ہو کر ہر نیکی کے میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اتنا ضرور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وقف جدید میں اس ضلع کو تیسری پوزیشن حاصل ہو گئی ہے۔

فیصل آباد چوتھے نمبر پر ہے۔ پانچویں پر گوجرانوالہ ہے اور شیخوپورہ کی باری چھٹے نمبر پر آتی ہے۔ شیخوپورہ غالباً چوہدری انور حسین صاحب کو یاد کر رہا ہے۔ ان کے بیٹے سن رہے ہونگے تو یاد رکھیں کہ اپنے بزرگ باپ کے مقام کو یاد رکھیں اور جن جن نیکی کے میدانوں میں انہوں نے قدم آگے بڑھایا تھا آپ بھی آگے بڑھانے کی کوشش کریں۔ عمر کوٹ ساتویں نمبر پر ہے۔ یہ چھوٹا سا سندھ کا ضلع ہے لیکن حیرت ہے کہ کیسے ساتویں نمبر پر آگیا مگر آ گیا ہے۔ گجرات آٹھویں نمبر پر ہے اور گجرات کا آٹھویں نمبر پر ہونا بھی غالباً اس وجہ سے ہے کہ وہ سب دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور وہ اپنے پیچھے رہنے والوں کا خیال رکھتے ہیں۔ سارے گجراتی دنیا بھر سے اپنے خاندانوں کی مالی مدد کرتے ہیں اور اللہ کے فضل سے ان کو پھر یہ خدمت دین کے سلسلے میں استعمال کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ کوئٹہ نویں نمبر پر ہے اور سرگودھا دسویں نمبر اور اس کے ساتھ ہی جمعہ کا وقت ختم ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

ص ۲۷۶

کچھ نہیں کھایا وہ روزہ کی نیّت کر لے اور جس نے کچھ کھا پی لیا ہے وہ بعد میں اس روزہ کی قضاء کرے"۔ [1]

سوال :۔ (۱) ایک شخص نفلی روزہ کی نیّت کرتا ہے لیکن سحری کھانے سے رہ جاتا ہے تو کیا وہ روزہ رکھے؟

(ب) رمضان میں رات کو بیمار تھا۔ صبح سحری کے وقت طبیعت سنبھل گئی تو کیا وہ روزہ رکھے؟

(ج) فرض روزہ کے لئے سحری نہ کھا سکے تو کیا روزہ رکھے؟

جواب :۔ (۱) سحری کھانا مسنون ہے ضروری اور واجب نہیں اس لئے اگر کوئی سحری نہیں کھا سکا تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے یہ نہیں کہ اس کا روزہ ہی نہیں ہوتا۔

(ب) اگر سحری کے وقت طبیعت اچھی ہو تو روزہ رکھنا چاہیئے۔ رات سے روزہ کی نیّت ہونے کے معنے یہ ہیں کہ طلوع فجر سے پہلے پہلے روزہ رکھنے کا ارادہ کرے۔

سوال :۔ کیا سحری کھانا ضروری ہے؟

جواب :۔ سحری کھائے بغیر روزہ رکھنے میں برکت نہیں۔ ویسے ضرورت اور عذر کی صورت میں سحری کھائے بغیر بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً"۔ [2]

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ [3]

سفیدی میں نیّت روزہ

سوال :۔ ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھا کر روزے کی نیّت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے

---

[1] :۔ ابوداؤد کتاب الصیام باب فی شہادۃ الواحد علی رؤیۃ ہلال رمضان ص۳۲۰ ÷ [2] :۔ بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور من غیر ایجاب الخ ص۲۵۷ ÷ [3] :۔ اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک ص۱۵ جلد ۳ ÷

ص ۲۷۷

معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی اب میں کیا کروں؟

جواب :۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا دوبارہ رکھنے کی حاجت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اُس نے احتیاط کی اور نیّت میں فرق نہیں"۔ [1]

سوال :۔ قرآن کریم کی آیت ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ میں اَلَّیْل سے از روئے لغت کیا مُراد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ کی افطاری کے بارہ میں کیا عمل تھا؟

جواب :۔ لغت میں لیل کے معنی ہیں "من مغرب الشمس الی طلوع الشمس" یعنی سورج کے غروب ہونے سے لے کر اُس کے طلوع ہونے تک کے وقت کو لیل کہتے ہیں لیکن سنّتِ متواترہ اور اُمّت کے اجتماعی عمل سے یہ امر ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ میں ساری رات مُراد نہیں بلکہ اس کا کوئی حصّہ ہے جس میں روزہ کھولنا ہے۔ اب ہم اس حصّہ کی تعیین کے لئے قرآنی محاورہ پر غور کرتے ہیں تو یہ رات کا آغاز یعنی سورج کے غروب ہونے کا وقت بنتا ہے کیونکہ اِلٰی کا مفہوم یہ ہے کہ روزہ رات آنے تک رکھنا ہے اور اس کے شروع ہوتے ہی افطار کر لینا ہے چنانچہ احادیث بھی اسی مفہوم کی تائید کرتی ہیں۔ بخاری اور مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ وَ اَدْبَرَ النَّھَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ" [2] کہ جونہی مشرق سے رات آئے اور مغرب کی طرف دن جائے۔ یعنی سورج افق میں غائب ہو جائے تو اُسی وقت روزہ دار کو روزہ کھول لینا چاہیئے۔ اِسی طرح فرمایا: "لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ" [3]۔ جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے اُس وقت تک بہتری اور بھلائی اُن کے ساتھ رہے گی۔ ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہود و نصاریٰ روزہ افطار کرنے میں دیر کرتے ہیں مسلمانوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ [4]

ترمذی کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ جلدی افطار کرنے کا خاص اہتمام فرمایا

---

[1] :۔ بدر ۱۲ فروری ۱۹۰۷ء، فتاویٰ مسیح موعود ص۱۳۶ ÷ [2] :۔ بخاری کتاب الصوم باب متی یحل فطر الصائم ص۲۶۲، مسلم باب بیان وقت انقضاء الصوم الخ ص۳۵۶ ، ترمذی کتاب الصوم ص۹۹ ÷ [3] :۔ بخاری باب تعجیل الافطار ص۲۶۳ ÷

[4] :۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر عجلوا الفطر فان الیھود یؤخرون (ابن ماجہ کتاب الصوم باب ما جاء فی تعجیل الافطار ص۱۲۲ ÷

ص ۲۷۸

کرتے تھے۔ [1]

پس یہی سنّت متواترہ ہے اور اہل سنّت والجماعت کے تمام علماء کا اسی کے مطابق عمل ہے۔

سفر میں روزہ کی ممانعت کی وضاحت

۱ - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سفر میں روزہ رکھنے کو حکم عدولی قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں :۔

"مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا"۔

حضور علیہ السلام کا یہ فیصلہ آیتِ قرآنی فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ [2] پر مبنی ہے اور احادیث نبوی کے مجموعی مفہوم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی حالت میں رمضان میں روزہ رکھنے والوں کو "عُصَاۃ" [3] قرار دیا ہے۔ جن احادیث سے رخصت معلوم ہوتی ہے امام زہریؒ نے ان احادیث کو پہلے کی قرار دیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم کی تصریح ہے [4]

۲ - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باہر سے آنے والے احمدیوں کے لئے قادیان کو وطن ثانی قرار دیا ہے اس لئے وہ وہاں قیام کے دوران میں رکھ سکتے ہیں اور اگر نہ رکھیں تب بھی جائز ہے۔

۳ - وطن ثانی کی طرف سفر بھی سفر ہی ہے۔ اس لئے روزہ رکھنا جائز نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افطاری کے وقت سے پہلے قادیان آنے والے روزہ داروں کا روزہ کھلوا دیا تھا۔

۴ - وہ تمام لوگ جن کی ڈیوٹی ہی سفر سے متعلق ہو جیسے ریلوے گارڈ۔ ڈرائیور۔ پائیلٹ۔ سفری ایجنٹ دیہاتی ہرکارے وغیرہ مقیم کے حکم میں ہوں گے اور رمضان کے روزے رکھیں گے [5]

حضرت اقدس علیہ السلام نے سفر میں روزہ کے حکم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا :۔

"اگر ریل کا سفر ہو کوئی تکلیف کسی قسم کی نہ ہو تو رکھ لے ورنہ خدا تعالیٰ کی رخصت سے فائدہ اُٹھائے"۔ [6]

---

[1] :۔ ترمذی باب تعجیل الافطار ص۹۹ ÷ [2] :۔ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۸۵ ÷

[3] :۔ مسلم کتاب الصوم باب جواز الصوم والفطر الخ ص۳۵۶ ÷ [4] : قال الزھری وکان الفطر آخر الامرین وانما یؤخذ من امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالآخر فالآخر۔ (مسلم ص۳۵۶) ÷

[5] :۔ فیصلہ مجلس افتاء ۲۷ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۶۷ء ÷ [6] :۔ الحکم ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء ÷

ص ۲۷۹

سوال :۔ اگر کسی روزہ دار کو سفر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو کیا وہ روزہ توڑ سکتا ہے؟

جواب :۔ رمضان کے دنوں میں حتی الوسع سفر سے بچنا چاہیئے۔ اور ضرورت کے وقت ہی سفر پر جانا چاہیئے۔ کونسا سفر ضروری ہے اس کا فیصلہ خود سفر کرنے والے کی صوابدید پر ہے اور وہی اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے کوئی دوسرا اس کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتا۔ باقی سفر کوئی سا ہو جب تک وہ جاری ہے اس میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

روزہ رکھکر سفر شروع کرنا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے تھے :۔

"سفر کے متعلق میرا عقیدہ اور خیال یہی ہے ممکن ہے بعض فقہاء کو اس سے اختلاف ہو کہ جو سفر سحری کے بعد شروع ہو کر شام کو ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ

سے سفر نہیں۔ سفر میں روزہ رکھنے سے شریعت روکتی ہے مگر روزہ میں سفر کرنے سے نہیں روکتی۔ پس جو سفر روزہ رکھنے کے بعد شروع ہو کر افطاری سے پہلے ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ روزہ میں سفر ہے۔ سفر میں روزہ نہیں۔"[1]

سوال :۔ بحالتِ سفر روزہ رکھا جا سکتا ہے یا نہیں۔ نیز کتنے میل تک کا سفر ہو جس میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے؟

جواب :۔ سفر میں رمضان کا روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ البتہ رمضان کے احترام میں برسرِعام کھانے پینے سے احتراز کرنا مستحسن ہے۔ سفر اور اس کی مسافت کی کوئی شرعی حد اور تعریف مقرر نہیں اسے انسان کی اپنی تمیز اور قوتِ فیصلہ پر رہنے دیا گیا ہے۔[2]

خلاصہ

سفر میں روزے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں :۔

۱۔ اگر سفر جاری ہو یعنی پیدل یا سواری پر۔ اور چلتا چلا جا رہا ہو تو روزہ نہ رکھا جائے۔ کیونکہ اس صورت میں روزہ چھوڑنا ضروری ہے۔

۲۔ اگر سفر کے دوران کسی جگہ رات کو ٹھہرنا ہے اور سہولت میسر ہے تو روزہ رکھا جا سکتا ہے یعنی روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے۔ جبکہ دن بھر وہاں قیام ہے۔

[1] الفضل ۵ ستمبر ۱۹۴۲ء [2] :۔ سفر کی مزید تفصیل کے لئے دیکھیں باب قصر الصلوٰۃ

۳۔ سحری کھانے کے بعد گھر سے سفر شروع ہو اور افطاری سے پہلے پہلے سفر ختم ہو جائے یعنی گھر واپس آ جانے کا ظن غالب ہو تو روزہ رکھ سکتا ہے۔

۴۔ اگر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنا ہے تو وہاں سحری کا انتظام کیا جائے اور روزہ رکھا جائے۔

بیمار اور مسافر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا کہ :۔

"جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہِ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خُدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خُدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے خُدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ نجات فضل سے ہے اور اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ خُدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔"[1]

روزہ رکھنے کی عمر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :۔

"کئی ہیں جو چھوٹے بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں۔ حالانکہ ہر ایک فرض اور حکم کے لئے الگ الگ حدیں اور الگ الگ وقت ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک بعض احکام کا زمانہ چار سال کی عمر سے شروع ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ سات سال سے بارہ سال تک ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ ۱۵ یا ۱۸ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے میرے نزدیک روزوں کا حکم ۱۵ سے ۱۸ سال تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے۔ ۱۵ سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے اور ۱۸ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے اور بجائے اس

[1] : بدر ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء

کے کہ ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر رعب ڈالتے تھے۔ تو بچوں کی صحت کو قائم رکھنے اور اُن کی قوت کو بڑھانے کے لئے روزہ رکھنے سے انہیں روکنا چاہیئے۔ اس کے بعد جب ان کا وہ زمانہ آ جائے جب وہ اپنی قوت کو پہنچ جائیں جو ۱۵ سال کی عمر کا زمانہ ہے تو پھر ان سے روزے رکھوائے جائیں اور وہ بھی آہستگی کے ساتھ۔ پہلے سال جتنے رکھیں دوسرے سال ان سے کچھ زیادہ اور تیسرے سال اس سے زیادہ رکھوائے جائیں۔ اس طرح بتدریج ان کو روزہ کا عادی بنایا جائے۔"[1]

"بوڑھا جس کے قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں اور روزہ اسے زندگی کے باقی اشغال سے محروم کر دیتا ہے اس کے لئے روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ پھر وہ بچہ جس کے قویٰ نشوونما پا رہے ہیں اور آئندہ ۵۰۔ ۶۰ سال کے لئے طاقت کا ذخیرہ جمع کر رہے ہیں اس کے لئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں ہو سکتا بلکہ جس میں طاقت ہے اور جو رمضان کا مخاطب ہے وہ اگر روزہ نہیں رکھتا تو گناہ کا مرتکب ہے۔"[2]

مرضعہ حاملہ بچہ اور طالبِ علم

"قرآن میں صرف بیمار اور مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنے کی وضاحت ہے۔ دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ کے لئے کوئی ایسا حکم نہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیمار کی حد میں رکھا ہے۔ اسی طرح وہ بچے بھی بیمار کی حد میں ہیں جن کے اجسام ابھی نشوونما پا رہے ہیں یا کمزور صحت کے ساتھ جو امتحان کی تیاری میں بھی مصروف ہیں۔ اُن دنوں اُن کے دماغ پر اس قدر بوجھ ہوتا ہے کہ بعض پاگل ہو جاتے ہیں۔ کئی ایک کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ پس اس کا کیا فائدہ ہے کہ ایک بار روزہ رکھ لیا اور پھر ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔"[3]

سوال :۔ طالب علم جو امتحان کی تیاری میں مصروف ہے اس کے لئے روزہ رکھنے کی کیا ہدایت ہے؟

جواب :۔ روزہ کی وجہ سے روزمرہ کی مصروفیات کو ترک کرنے کا ہمیں حکم نہیں دیا گیا اس لئے روزمرہ کے کام کی وجہ سے اگر ایک انسان کے لئے روزہ ناقابلِ برداشت ہے تو وہ مریض کے حکم میں ہے لیکن اس بارہ میں کلیتہً وہ اپنے اقدام کا خود ذمہ وار ہوگا اور اس کی

[1] الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۲۵ء [2] :۔ الفضل ۲ فروری ۱۹۳۳ء [3] :۔ الفضل جلد ۱۸ نمبر ۸۸ ۳۱ مئی

نیّت اور حالت کے مطابق اللہ تعالیٰ سلوک کرے گا۔ گویا اپنے حالات کے بارہ میں فیصلہ دینے میں انسان آپ مفتی ہے۔

جو شخص روزہ رکھنے سے بیمار ہو جاتا ہے خواہ وہ پہلے بیمار نہ ہو اس کے لئے روزہ معاف ہے۔ اگر اس کی حالت ہمیشہ ایسی رہتی ہو تو کبھی اُس پر روزہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر کسی موسم میں ایسی حالت ہو تو دوسرے وقت میں رکھ لے۔ ہاں تقویٰ سے کام لے کر خود سوچ لے کہ صرف عذر نہ ہو بلکہ حقیقی بیمار ہو۔"[1]

سوال :۔ بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جبکہ کام کی کثرت ہوتی ہے۔ مثلاً تخم ریزی کرنا یا فصل کاٹنا ہے۔ اسی طرح مزدور جن کا گذارہ مزدوری پر ہے ان سب سے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟

جواب :۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا :۔

"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب یُسر ہو رکھ لے اور عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ کی نسبت فرمایا کہ معنے یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے۔"[2]

ایک دوست نے حضرت صاحب سے ذیابیطس کی بیماری میں روزہ کے متعلق دریافت کیا۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا :۔

"بیماری میں روزہ جائز نہیں اور ذیابیطس کے لئے تو بہت ہی مضر ہے۔" [۳]

بعض پُرانی بیماریاں

بعض بیماریاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں انسان سارے کام کر لیتا ہے مثلاً پُرانی بیماریاں ہیں۔ اُن میں انسان سب کام کرتا رہتا ہے ایسا شخص بیمار نہیں سمجھا جاتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک دفعہ یہ فتویٰ پوچھا گیا کہ کیا اس ملازم کا سفر شمار کیا جائے گا جو ملازم ہونے کی وجہ سے سفر کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا:-

"اس کا سفر سفر نہیں گنا جا سکتا۔ اس کا سفر تو ملازمت کا ایک حصہ ہے۔ اسی طرح بعض ایسی بیماریاں ہوتی ہیں جن میں انسان سارے کام کرتا رہتا ہے فوجیوں میں بھی ایسے

[۱] الفضل ۲۲ مئی ۱۹۲۲ء [۲] بدر ۲۰ ستمبر ۱۹۰۸ء [۳] الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء

ہوتے ہیں جو ان بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں مگر وہ سارے کام کرتے رہتے ہیں۔ چند دن بیچش ہو جاتی ہے مگر اس وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے کام کرنا چھوڑ نہیں دیتے۔ بس اگر دوسرے کاموں کے لئے وقت نکل آتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایسا مریض روزے نہ رکھ سکے اس قسم کے بہانے محض اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ ایسے لوگ دراصل روزہ رکھنے کے خلاف ہوتے ہیں۔ بیشک یہ قرآنی حکم ہے کہ سفر کی حالت میں اور اسی طرح بیماری کی حالت میں روزے نہیں رکھنے چاہئیں۔ اور ہم اس پر زور دیتے ہیں تا قرآنی حکم کی ہتک نہ ہو مگر اس بہانہ سے فائدہ اُٹھا کر جو لوگ روزہ رکھ سکتے ہیں اور پھر وہ روزہ نہیں رکھتے یا ان سے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور وہ کوشش کرتے تو انہیں پورا کر سکتے تھے لیکن ان کو پُورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو وہ ایسے ہی گنہگار ہیں جس طرح وہ گنہگار ہے جو بلا عذر رمضان کے روزے نہیں رکھتا۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہیئے کہ جتنے روزے اس نے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے نہیں رکھے وہ انہیں بعد میں پُورا کرے۔

بعض فقہا کا خیال ہے کہ پچھلے سال کے چھُوٹے ہُوئے روزے دوسرے سال نہیں رکھ سکتے [۱] لیکن میرے نزدیک اگر کوئی لاعلمی کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکا تو لاعلمی معاف ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر اس نے دیدہ دانستہ روزے نہیں رکھے تو پھر قضا نہیں۔ جیسے جان بوجھ کر چھوڑی ہوئی نماز کی قضاء نہیں لیکن اگر اس نے بھُول کر روزے نہیں رکھے یا اجتہادی غلطی کی بناء پر اس نے روزے نہیں رکھے تو میرے نزدیک وہ دوبارہ رکھ سکتا ہے۔" [۲]

فدیہ توفیق روزہ کا موجب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہُوا یہ اس لئے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خُدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خُدا ہی سے طلب کرنی چاہیئے وہ قادرِ مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہُوں تو دُعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہُوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کرسکوں

[۱] بدایۃ المجتہد صفحہ ۲۰۶ [۲] الفضل ۱۹ راگست ۱۹۲۵ء

اس لئے اس سے توفیق طلب کرے مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خُدا طاقت بخشے گا اگر خُدا چاہتا تو دوسری اُمتوں کی طرح اس اُمت میں بھی کوئی قید نہ رکھتا مگر اُس نے قیدیں بھلائی کے لئے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خُدا اُسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر کام کا مدار نیّت پر ہے مؤمن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خُدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش مَیں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خُدا تعالیٰ ہرگز اُسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے۔ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ مَیں بیمار ہُوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خُدائی نعمت کو خود اپنے اُوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے اس دُنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خُدا کو فریب دیتے ہیں لیکن وہ خُدا کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ تکلّف کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس کی رُو سے ساری عمر کو بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے۔ اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خُدا اس کی نیّت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے خُدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خُدا اُسے اصل ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ درد دل ایک قابل قدر شئے ہے۔" [۱]

فدیہ

"اگر انسان مریض ہو خواہ وہ مرض لاحق ہو یا ایسی حالت میں ہو جس میں روزہ رکھنا یقیناً مریض بنا دیگا۔

[۱] فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۵۴

جیسے حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت یا ایسا بوڑھا شخص جس کے قویٰ میں انحطاط شروع ہو چکا ہے یا پھر اتنا چھوٹا بچہ جس کے قویٰ نشو و نما پا رہے ہیں تو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہیئے اور ایسے شخص کو اگر آسودگی حاصل ہو تو ایک آدمی کا کھانا کسی کو دیدینا چاہیئے اور اگر یہ طاقت نہ ہو تو نہ سہی ایسے شخص کی نیت ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے روزہ کے برابر ہے۔

اگر روک عارضی ہو اور بعد میں وہ دُور ہو جائے تو خواہ فدیہ دیا ہو یا نہ دیا ہو روزہ بہرحال رکھنا ہوگا کیونکہ فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا بلکہ یہ تو محض اس بات کا بدلہ ہے کہ ان دنوں میں باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس عبادت کو ادا نہیں کر سکتا یا اس بات کا شکرانہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عبادت کرنے کی توفیق بخشی ہے کیونکہ روزہ رکھ کر جو فدیہ دیتا ہے وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ روزہ رکھنے کی توفیق پانے پر خدا تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرتا ہے اور جو روزہ رکھنے سے معذور ہو وہ اپنے اس عذر کی وجہ سے بطور کفارہ دیتا ہے۔

آگے یہ عذر دو قسم کے ہوتے ہیں عارضی اور مستقل۔ ان دونوں حالتوں میں فدیہ دینا چاہیئے۔ پھر جب عذر دُور ہو جائے تو روزہ بھی رکھنا چاہیئے۔ غرضیکہ خواہ کوئی فدیہ بھی دیدے لیکن سال دو سال تین سال جب بھی صحت اجازت دے اسے حسب استطاعت روزہ رکھنا ہوگا سوائے اس صورت کے کہ پہلے مرض عارضی تھا اور صحت ہونے کے بعد وہ ارادہ کرتا رہا کہ آج رکھتا ہوں کل رکھتا ہوں کہ اس دوران میں اس کی صحت مستقل طور پر خراب ہو گئی تو ایسی صورت میں فدیہ کفایت کرے گا۔" [۱]

سوال:- فدیہ رمضان کس پر واجب ہے کیا بوڑھا ضعیف۔ دائم المریض۔ حاملہ۔ مرضعہ وغیرہ جو آئندہ رمضان تک گنتی پوری کرنے کی توفیق نہ رکھتے ہوں صرف وہی فدیہ دیں یا وہ شخص بھی جو وقتی طور پر بیمار ہو کر چند روزے چھوڑ دینے پر مجبور ہو جاتا ہے اور رمضان کے بعد تندرست ہو کر گنتی پوری کرنے کی توقع رکھتا ہے اور توفیق پاتا ہے۔ نیز فدیہ کی مقدار کیا ہے؟

جواب :- عام ہدایت یہ ہے کہ انسان روزے بھی رکھے اور اگر استطاعت ہو تو فدیہ بھی دے۔ روزوں کا رکھنا فرض ہوگا اور فدیہ کا ادا کرنا سنت۔ باقی رمضان کے روزوں کا فدیہ اس شخص کے لئے ضروری نہیں جو وقتی طور پر بیمار ہونے کی وجہ سے چند روزے چھوڑ دینے پر مجبور ہو گیا ہو۔ سوائے اس کے

لہ : الفضل ۱۰ اگست ۱۹۴۵ء

کہ وہ ان روزوں کی قضاء سے پہلے ہی اپنے مولیٰ کو پیارا ہو جائے۔ اس صورت میں اس کے ورثا پر لازم ہوگا کہ یا تو وہ اس کی طرف سے ان روزوں کا فدیہ ادا کریں یا اتنے روزے رکھیں جو اُس کے رہ گئے تھے۔

رمضان کے روزوں کا لازمی فدیہ صرف ایسے ذی استطاعت لوگوں کے لئے ہے جن کے متعلق یہ توقع نہ ہو کہ مستقبل قریب میں ان روزوں کی قضاء کر سکیں گے جیسے بوڑھا ضعیف ہے یا کوئی دائم المریض ہے یا حاملہ اور مرضعہ ہے۔

علامہ ابن رشد بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں :-

أَمَّا حُكْمُ الْمُسَافِرِ إِذَا أَفْطَرَ فَهُوَ الْقَضَاءُ بِاتِّفَاقٍ وَكَذٰلِكَ الْمَرِيْضُ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى "فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ"۔ لہ

صاحب اوجز المسالک لکھتے ہیں :-

"اَلْحَامِلُ وَالْمُرْضِعُ إِذَا أَفْطَرَتَا مَاذَا عَلَيْهِمَا وَهٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ لِلْعُلَمَاءِ فِيْهَا أَرْبَعَةُ مَذَاهِبَ أَحَدُهَا أَنَّهُمَا يُطْعِمَانِ وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِمَا وَهُوَ مَرْوِيٌّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔" ٢ہ

"وَفِي الْحَدِيْثِ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوةِ وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ۔" ٣ہ

فدیہ کی مقدار کیا ہے اس بارہ میں اصولی ہدایت یہ ہے کہ :-

مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ۔ ٤ہ

پس اس اصول کو مدنظر رکھا جائے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ نے اس کا اندازہ گندم کے لحاظ سے نصف صاعؒ یعنی پونے دو سیر کے قریب بیان کیا ہے۔ اور یہ ایک فوت شدہ روزہ کا فدیہ

لہ :- بدایۃ المجتہد جلد اوّل ص۲۰۵ ٢ہ :- اوجز المسالک شرح مؤطا مالک ص۲۰۷ جلد ۳، بدایۃ المجتہد ص۲۰۷

٣ہ :- ترمذی کتاب الصوم باب الرخصۃ فی الافطار للحبلی والمرضع ص۹۰ ٤ہ :- المائدۃ آیت ۹۰

٥ہ :- صاع :- ناپنے کا پیمانہ جس کا حجم ۲.۷۵۱ لیٹر کے مساوی ہوتا ہے جو مساوی ہے ۲۷۵۱ مکعب سینٹی میٹر کے۔ اس حجم کے پیمانہ میں ۲۷۵۱ گرام پانی آتا ہے جو مساوی ہے ۲ سیر ۵ تولہ ۱ ماشہ ۳.۸۲ رتی کے۔ لیکن اس حجم کے پیمانہ میں گیہوں کی جو مقدار آتی وہ مساوی ہے ۲۲۴۳.۲۱ گرام = ۲ سیر ۲۶ تولہ ۳ ماشہ ۱.۷ رتی۔ لہٰذا گیہوں کی مقدار کے اعتبار سے ایک صاع ۲۲۴۳.۲۱ گرام = ۲ سیر ۲۶ تولہ ۳ ماشہ ۱.۷ رتی۔ نیز ایک صاع = ۵⅓ رطل۔ ایک دوسری تحقیق کے مطابق ایک صاع = ۲ سیر ۲۹ تولہ ۲ ماشہ۔ (اسلام کا نظام محاصل ص۹۰)

ہوگا جو دو وقت کے کھانے کے لئے کفایت کرے گا۔

یہ ضروری نہیں کہ فدیہ کسی ایسے غریب کو ہی دیا جائے جو روزہ رکھتا ہو۔ اصل مقصد مستحق نادار کو کھانا کھلانا ہے خواہ وہ خود روزہ رکھ سکتا ہو یا کسی عذر کی بناء پر نہ رکھ سکتا ہو۔ اسی طرح فدیہ اُسی پر واجب ہے جو ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو ورنہ ایک غیر مستطیع کے لئے ندامت۔ توبہ۔ استغفار۔ دُعا۔ ذکرِ الٰہی اور خدمتِ دین کا استلزام کفایت کرے گا۔

دائمی مسافر اور مریض فدیہ دے سکتے ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مؤرخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو فرمایا :-

"جن بیماروں اور مسافروں کو اُمید نہیں کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے مثلاً ایک بہت بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کے دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال پھر اسی طرح گذر جائے گا۔ ایسے شخص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں۔

فدیہ صرف شیخ فانی یا اُس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جاسکے۔ عوام کے واسطے جو صحت پاکر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے۔" لہ

سوال :- روزے رکھنے کے لئے جسے بطور فدیہ پیسے دیتے ہیں اُسے پہلے سے کسی اور نے بھی فدیہ کے پیسے دے رکھے ہیں اصل حکم کیا ہے؟

جواب :- یہ خیال غلط ہے کہ کسی کو پیسے دے کر روزے رکھوائے جائیں۔ اصل حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بوجہ معذوری روزے نہیں رکھ سکتا تو وہ ہر روزہ کے بدلہ کسی مسکین محتاج کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا اُس کھانے کی قیمت ادا کرے۔ جس مستحق کو فدیہ دیا گیا ہے اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کے بدلہ میں وہ اس کی طرف سے روزہ بھی رکھے اگر وہ نادار خود بیمار رہے ضعیف العمر ہے یا نابالغ ہے تو وہ روزہ نہیں رکھے گا۔ لیکن اس کے باوجود اپنی محتاجی کے پیشِ نظر فدیہ لینے کا مستحق ہوگا۔ البتہ جس مستحق کو فدیہ دیا گیا اگر وہ روزے رکھتا ہے تو یہ امر مزید ثواب

لہ :- فتاویٰ احمدیہ ص۱۸۳

کا موجب یقیناً ہے لیکن یہ شرط لازم نہیں کہ اس کے بغیر فدیہ ادا ہی نہ ہو۔

جان بُوجھ کر روزہ توڑ دینا

جو شخص جان بوجھ کر روزہ رکھ کر توڑ دے وہ سخت گنہگار ہے۔ ایسے شخص پر بغرض توبہ کفارہ واجب ہوگا۔ یعنی پے در پے اُسے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے یا ساٹھ مسکینوں کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلانا پڑے گا یا ہر مسکین کو دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ توبہ کے سلسلہ میں اصل چیز حقیقی ندامت ہے جو دل کی گہرائیوں میں پیدا ہوتی ہے اگر یہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جائے لیکن اس کو ساٹھ روزے رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی استطاعت نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اس صورت میں استغفار ہی اس کے لئے کافی ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دُہائی دینے لگا۔ یا حضرتؐ میں ہلاک ہو گیا۔ حضور نے فرمایا کہ کس نے تجھے ہلاک کیا ہے؟

اس نے عرض کی کہ حضورؐ روزہ کی حالت میں مَیں اپنی بیوی کے پاس چلا گیا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تو غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر حضورؐ نے پوچھا ساٹھ روزے مسلسل رکھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کی حضور نہیں اگر ایسا ہو سکتا اور شہوانی جوش روک سکتا تو یہ غلطی ہی سرزد کیوں ہوتی۔ حضورؐ نے فرمایا تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادو۔ اُس نے کہا غربت ایسا کرنے سے مانع ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تو پھر بیٹھو۔ اتنے میں کوئی شخص ایک ٹوکری کھجوروں کی لے آیا۔ آپ نے فرمایا اُٹھا لے۔ اور اسے مسکینوں کو کھلا دے۔ ٹوکری لے کر عرض کرنے لگا۔ مجھ سے زیادہ اور کون غریب ہوگا۔ مدینہ بھر میں سب سے زیادہ محتاج ہوں۔ حضورؐ اس کی اس لجاجت پر کھلکھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا جاؤ اپنے اہل و عیال کو ہی کھلا دو۔

سوال :- ماہ رمضان میں ایک شخص جس کا روزہ نہیں اپنی ایسی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے جس کا روزہ ہے اور وہ خاوند کو بتا بھی دیتی ہے۔ کیا حکم ہے؟

جواب :- بیوی کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ البتہ اگر وہ رضامند نہ تھی تو اس پر بطور سزا کوئی کفارہ نہیں ہاں وہ یہ روزہ دوبارہ رکھے گی اور اگر وہ بھی رضامند تھی تو وہ کفارہ ادا کرے ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور خاوند تو گنہگار ہے ہی اسے توبہ و استغفار اور آئندہ کے لئے اس حرکت سے اجتناب کا پختہ عہد کرنا چاہیئے۔ اور کفارہ بھی۔

سوال :- اگر کوئی شخص شدتِ پیاس کی وجہ سے روزہ توڑ دے تو کیا اس کو کفارہ ادا کرنا پڑیگا؟

جواب :- اگر کوئی شدت پیاس سے مجبور ہو کر روزہ توڑ دے تو اس کے لئے اس روزہ کی قضاء ضروری ہے۔ البتہ ایسی صورت میں کفارہ (فدیہ وغیرہ) ضروری نہیں ہوگا۔ کفارہ صرف ایسی صورت

میں ضروری ہوتا ہے جب کہ انسان بغیر کسی عذر اور مجبوری کے جان بوجھ کر روزہ توڑدے۔ ایسی حالت میں اس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اس غلطی کا کفارہ ادا کرے یعنی دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

سوال :۔ خیال تھا کہ آج عید ہے۔ صبح آٹھ بجے ناشتہ کرکے عیدگاہ گیا تو معلوم ہوا کہ عید تو کل ہے۔ میں نے اسی وقت سے روزہ کی نیت کرلی اور پھر شام تک کچھ نہ کھایا۔ کیا میرا روزہ ہوگیا؟

جواب :۔ روزے کے لئے ضروری ہے کہ طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کچھ نہ کھایا جائے اور نیت روزے کی ہو۔ چونکہ دن کے وقت یہ سمجھتے ہوئے کھانا کھا لیا گیا کہ آج روزہ نہیں اسلئے گناہ تو نہیں ہوا لیکن روزہ بھی نہیں ہوا اس لئے اس کی قضاء ضروری ہے۔

سوال :۔ کیا روزہ دار کے لئے ہر قسم کا ٹیکہ کروانا منع ہے۔ حکومت کی طرف سے جو ٹیکے لگوائے جاتے ہیں کیا روزہ دار وہ کروا سکتا ہے؟

جواب :۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ رعایت دی ہے کہ اگر کوئی شخص بیمار ہے تو وہ رمضان کے بعد تندرست ہونے پر روزے رکھے۔ تو ایسی کونسی مجبوری ہے کہ رمضان میں بیمار ہونے کے باوجود روزے رکھے جائیں۔ ٹیکہ لگوانے کی اسی لئے ضرورت پیش آتی ہے کہ ایک شخص بیمار ہے یا ڈاکٹر کے نزدیک بیماری کی روک تھام کے لئے ٹیکہ لگوانا ضروری ہے۔ یا حکومت بیماری کے انسداد کے لئے ٹیکہ لگوا رہی ہے اور بعد میں موقع نہیں ملے گا۔ ان تمام صورتوں میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے۔ پس روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگوانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یوں مسئلہ کے طور پر جلدی ٹیکہ مثلاً چیچک کے ٹیکہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ انجکشن مثلاً (انٹراوینس) INTERAVENOUS یا (انٹرامسکولر) INTERAMUSCULAR ٹیکہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اِسی طرح انیما کرانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

الف :۔ مسواک خشک وتر۔ آنکھوں میں دوائی ڈالنے۔ خوشبو سونگھنے۔ بلغم حلق میں چلے جانے۔

گرد و غبار حلق میں پڑ جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ سرمہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ارشاد ہے۔ دن کو لگانا مکروہ ہے[1]۔ حدیث میں بھی اسی طرح آیا ہے۔

اِسی طرح پچھنے لگوانے۔ قے کرنے۔ معمولی آپریشن کروانے۔ خوشبو یا کلوروفارم سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ انہیں پسند نہیں کیا گیا۔ اس لئے اس قسم کی باتیں مکروہ ہیں۔ ان کے علاوہ کلّی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ خوشبو لگانا۔ ڈاڑھی یا سر میں تیل لگانا۔ بار بار نہانا۔ آئینہ دیکھنا۔ مالش کرانا۔ پیار سے بوسہ لینا۔ ان میں سے کوئی فعل بھی منع نہیں نہ ان سے روزہ ٹوٹتا ہے۔ اور نہ ہی مکروہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جنابت کی حالت میں اگر نہانا مشکل ہو تو نہائے بغیر کھانا کھا کر روزہ کی نیت کر سکتا ہے۔

سوال :۔ روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنے یا زخم پر ٹنکچر آیوڈین لگانے کا کیا حکم ہے؟

جواب :۔ ٹوتھ پیسٹ غیر پسندیدہ ہے البتہ سادہ برش کرنا۔ کلی کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بیرونی اعضاء پر ٹنکچر کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سوال :۔ نسوار سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب :۔ روزہ کی حالت میں نسوار ڈالنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔

روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھالینا

اگر یاد نہ رہے اور بھول کر انسان کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ علیٰ حالہ باقی رہے گا۔ اور کسی قسم کا نقص اس کے روزے میں واقع نہیں ہوگا بلکہ ایسی صورت میں بہتر ہے کہ اگر کوئی بھول کر کھانے پینے لگ جائے تو پاس کے لوگ اسے یاد نہ دلائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے کھلا پلا رہا ہے پھر انہیں یا ضرورت پڑی ہے کہ وہ اس میں روک ثابت ہوں۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا :۔

"اِذَا اَكَلَ الصَّائِمُ نَاسِيًا اَوْشَرِبَ نَاسِيًا فَاِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ "[2]

یعنی کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اُسے پریشان نہیں ہونا چاہیئے یہ تو رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے اُسے دیا نہ اُس پر قضاء ہے نہ کفارہ ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ توڑ بیٹھے مثلاً روزہ یاد تھا لیکن یہ سمجھ کر روزہ کھول لیا کہ سورج ڈوب گیا ہے بعد میں معلوم

[1] :۔ الفضل ۲۰، جولائی ۱۹۱۴ء ؛ [2] :۔ دارقطنی کتاب الصوم صـ۲۳۷ باب الشھادة علی رویة الھلال، نیل الاوطار صـ۲۰۶ ؛

ہوا کہ ابھی تو سورج غروب نہیں ہوا تو ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضاء ضروری ہوگی۔ لیکن اس غلطی کی وجہ سے نہ وہ گنہگار ہے اور نہ اس پر کوئی کفارہ ہے۔

سوال :۔ کیا کسی حادثہ میں مریض کو خون دینے سے خون دینے والے روزہ دار کا روزہ ٹوٹ جائیگا؟

جواب :۔ صرف خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لیکن چونکہ ایسا کرنے سے کمزوری ہو جاتی ہے اسلئے روزہ کھول دینا چاہیئے۔ خون دینا چونکہ انسانی جان کی حفاظت کے لئے بعض اوقات ضروری ہے اور روزہ تو بعد میں بھی رکھنے کی اجازت ہے اور خُدا تعالیٰ نے یہ رعایت دی ہے اس لئے خون دینا چاہیئے۔ اور جو شخص محض روزے کے عذر پر اس انسانی خدمت سے محروم ہوتا ہے وہ کوئی نیکی کا کام نہیں کرتا۔

سوال :۔ رمضان المبارک کے چھوٹے ہوئے روزے رمضان کے بعد مسلسل یا وقفہ کرکے رکھے جا سکتے ہیں؟

جواب :۔ اگر سفر یا بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے رہ گئے ہوں تو بعد میں انہیں پورا کرنا ضروری ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ مسلسل رکھے جائیں۔ وقفہ وقفہ کے بعد بھی رکھے جا سکتے ہیں خواہ ایک ایک کرکے رکھے۔

غیر معمولی علاقوں میں روزوں کے اوقات

مبلغ سکنڈے نیویا کو وکیل التبشیر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فتویٰ بھجوایا :۔

۱۔ "ایسے ملک کے لئے یہی حکم ہے کہ بارہ گھنٹے کا روزہ رکھیں۔ سورج کے نکلنے اور غروب ہونے کا انتظار نہ کریں۔ کھولنے اور سحری کے اوقات مقرر کرلیں۔ اسی طرح نماز کے۔ یہ وہ تشریح ہے جو خود رسُول اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔"[1]

۲۔ "رمضان کے مہینے میں دُنیا کے تمام مسلمانوں کو خواہ وہ کسی گوشہ میں رہتے ہوں ایک وقت میں روزے رکھنے کا حکم ہے۔ وہ صبح کو پو پھٹنے سے پہلے کھانا کھاتے ہیں اور پھر سارا دن سورج کے ڈوبنے تک نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ سورج ڈوبنے کے بعد صبح تک ان کو کھانے پینے کی اجازت ہوتی ہے......۔

یہ روزے تمام ایسے ممالک میں جہاں دن ۲۴ گھنٹے سے کم ہے اور جہاں رات اور

[1] ۱۔ بحوالہ ۲۹۷۰ مورخہ ۲۷/۵/۵۹ فائل دینی مسائل ؛

دن ۲۴ گھنٹے کے اندر الگ الگ وقتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس شکل میں ہے جو اُوپر بیان کی گئی ہے۔ لیکن جن ملکوں میں رات اور دن چوبیس گھنٹوں سے لمبے ہو جاتے ہیں ان علاقوں میں رہنے والوں کے لئے صرف وقت کا اندازہ کرنیکا حکم ہے[1]

اعتکاف

اعتکاف کے لغوی معنے کسی جگہ میں بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں اَللُّبْثُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الصَّوْمِ وَنِيَّةِ الْاِعْتِكَافِ[2] یعنی عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

روزہ کی طرح اعتکاف کا بھی وجود دیگر مذاہب میں ملتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے :۔

"وَعَهِدْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ

وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ‘‘ [3]

ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر (خانہ کعبہ) کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک اور صاف رکھو۔

اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق آتا ہے :-

’’وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ‘‘ [4]

یعنی حضرت مریمؑ کچھ عرصہ کے لئے اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر عبادت کی خاطر ایک الگ تھلگ مقام کی طرف چلی گئیں تھیں جہاں انہیں ایک عظیم فرزند کی بشارت ملی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعثت سے قبل کے ایام میں دنیوی اشغال سے فارغ ہو کر غار حرا میں یادِ خداوندی میں مشغول رہنا بھی ایک رنگ کا اعتکاف ہی تھا۔ اعتکاف انسان جب چاہے اور جس دن چاہے بیٹھ سکتا ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ :-

كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ

[1] :- دیباچہ تفسیر القرآن ص۵۵ ؛ [2] :- ھدایہ باب الاعتکاف ؛ [3] :- سورۃ البقرہ : ۱۲۶ ؛ [4] :- سورۃ مریم : ۱۷،۱۸ ؛

اعتکاف کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں۔ یہ بیٹھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے جتنے دن بیٹھنا چاہے بیٹھے۔ [1]

تاہم مسنون اعتکاف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل سے ثابت ہے یہ ہے کہ کم از کم اعتکاف دس دن کا ہو۔ حدیث میں ہے :-

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ۔ [2]

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے البتہ جس سال آپؐ کی وفات ہوئی اس سال آپؐ بیس دن کا اعتکاف بیٹھے۔

اعتکاف بیس رمضان کی نماز فجر سے شروع کرنا چاہیئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں واضح طور پر موجود ہے کہ آپ دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور دس دن اسی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جبکہ ۲۰ رمضان کی صبح کو اعتکاف بیٹھا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے بعد اپنے معتکف میں قیام پذیر ہو جاتے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے :-

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ فَاِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ حَلَّ مَكَانَهُ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيْهِ۔ [3]

ایک روایت میں ہے کہ :-

’’اِذَا اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهُ‘‘۔ [4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنے معتکف میں جو اس غرض کے لئے تیار کیا جاتا چلے جایا کرتے تھے۔

اعتکاف کے لئے موزوں اور مناسب جگہ جامع مسجد ہے جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے :-

’’ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ ‘‘ [5]

کیونکہ مساجد ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں اور احادیث میں مسجد میں ہی

[1] :- ہدایہ ص۱۹ فقہ مذاہب اربعہ ص۹۴۶ اردو ؛ [2] :- بخاری باب الاعتکاف فی العشر ص۲۷۴ ؛
[3] :- بخاری باب الاعتکاف فی شوال ص۲۷۳ ؛ [4] :- مسلم باب متی یدخل من اراد الاعتکاف ص۹۹۴ ؛ [5] :- بقرہ : ۱۸۸ ؛

اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ ‘‘۔ [1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اس سنت کی پیروی کرتی رہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپؐ کا ارشاد ہے :-

قِيْلَ لِيْ اَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ۔ فَاعْتَكَفَ النَّاسُ مَعَهٗ۔ [2]

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے۔ تم میں سے جو شخص اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ اس عشرہ میں بیٹھے۔ چنانچہ صحابہؓ آپ کے ساتھ اس آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں :-

’’اِعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ فَخَرَجْنَا صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ قَالَ فَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَاِنِّيْ نُسِّيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِي الْوِتْرِ۔ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ اَنِّيْ اسجد فی ماءٍ وطين .... الخ [3]

یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔ ۲۰ رمضان کی صبح کو ہم اعتکاف سے باہر نکل آئے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں لیلۃ القدر دیکھی لیکن مجھے وہ دن یاد نہیں رہا۔ البتہ اس قدر یاد ہے کہ میں اس رات پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں (یعنی اس رات بارش ہوگی) سو تم آخری عشرہ کی تاک راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

[1] :- بخاری ص۲۷۱ ومسلم کتاب الاعتکاف باب اعتکاف العشر الاواخر الخ ص۹۹۴ ؛ [2] :- مسلم باب فضل لیلۃ القدر ص۹۹۲ ؛ [3] :- بخاری باب الاعتکاف ص۲۷۲ مسلم فضل لیلۃ القدر والحث علی طلبہا الخ ص۹۹۴ ؛

اعتکاف بیٹھنے کی تاکید ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :-

’’ لَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ ‘‘ [1]

گو مجبوری کی بناء پر مسجد کے باہر بھی اعتکاف ہو سکتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

’’ مسجد کے باہر اعتکاف ہو سکتا ہے۔ مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا ‘‘ [2]

عورت بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے لیکن گھر میں نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر کے وہاں اعتکاف بیٹھنا اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ ہدایہ میں ہے :-

’’ اَمَّا الْمَرْاَةُ تَعْتَكِفُ فِيْ مَسْجِدِ بَيْتِهَا ‘‘ [3]

معتکف کے لئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ یہاں تک کہ عام نہانے اور بال کٹوانے کے لئے بھی مسجد سے باہر نہیں آنا چاہیئے۔ البتہ ضروری امور مثلاً وضوء، غسل جنابت کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔

اعتکاف کے دوران اگر عورت کو ماہواری ہو جائے تو وہ اعتکاف ترک کر دے۔ اس حالت میں اس کا مسجد میں رہنا درست نہیں ہوگا۔

معتکف ذکر الٰہی اور عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرے۔ فضول باتوں میں وقت ضائع کرنا درست نہیں اور نہ بالکل خاموش رہنا درست ہے کیونکہ اسلام میں "چپ" کا روزہ نہیں ہے۔

’’ ولا يتكلم اِلَّا بِخَيْرٍ وَيُكْرَهُ لَهُ الصَّمْتُ لِاَنَّ صَوْمَ الصَّمْتِ لَيْسَ بِقُرْبَةٍ ‘‘ [4]

اعتکاف کی اہمیت

رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معتکف کی فضیلت بیان کرتے ہُوئے فرمایا :۔

اخرج البیھقی عن عطاء الخراسانی قال ان مثل المعتکف مثل المحرم

لے :۔ ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض ص۳۳۵ ؛ ۲ :۔ الفضل ۹ مارچ ۱۹۶۲ء ؛
۳ :۔ ھدایہ باب الاعتکاف ص۱۹ ؛ ۴ :۔ ھدایہ باب الاعتکاف ص۱۹۲ ؛

القی نفسہ بین یدی الرحمٰن فقال واللہ لا ابرح حتی ترحمنی[1]
یعنی معتکف کُلی طور پر اپنے آپ کو خُدا کے حضور میں ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خُدا مجھے تیری ہی قسم مَیں یہاں سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ تُو مجھ پر رحم فرمائے۔

نیز فرمایا :۔

مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ اَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ[2]

یعنی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن اعتکاف بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسی خندقیں بنا دے گا جن کے درمیان مشرق و مغرب کے مابین فاصلہ سے بھی زیادہ فاصلہ ہوگا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْتَكِفُ عَنِ الذُّنُوْبِ وَيُجْرٰى لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا[3]

یعنی۔ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ معتکف اعتکاف کی وجہ سے جملہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اُسے ان نیکیوں کا بدلہ جو اس نے اعتکاف سے پہلے بجالائی تھیں اسی طرح اجر ملتا رہتا ہے جیسا کہ وہ اب بھی انہیں بجالا رہا ہے۔

فتاویٰ

سوال :۔ کیا یہ جائز ہے کہ جامع مسجد کے سوا کسی قریبی مسجد میں اعتکاف بیٹھا جائے؟

جواب :۔ صحتِ اعتکاف کے لئے ضروری شرط ایسی مسجد ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہے۔ ابوداؤد کی حدیث ہے کہ :۔

لَا اعْتِكَافَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ"[4]

لے :۔ درمنثور ص۲۰۲ جلد اوّل زیر آیت وانتم عاکفون فی المساجد ؛ ۲ :۔ درمنثور ص۲۰۲ جلد اوّل بحوالہ طبرانی اوسط و بیہقی
۳ :۔ ابن ماجہ کتاب الاعتکاف باب ثواب الاعتکاف ص۱۲۷ ؛ ۴ :۔ ابوداؤد المعتکف یعود المریض ص۳۳۵ ؛

یعنی۔ اعتکاف ایسی مسجد میں ہو سکتا ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہو۔ قریباً سارے ائمہ اس رائے پر متفق ہیں۔[1]

سوال :۔ کیا ایسی جگہ جہاں مسجد نہ ہو گھر میں اعتکاف بیٹھا جا سکتا ہے؟

جواب :۔ جب باقاعدہ عام مسجد میسّر نہ آئے مثلاً کہیں اکیلا احمدی رہتا ہے یا مقامی جماعت کے افراد کسی دوست کے گھر میں نماز ادا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنے گھر میں ایسی جگہ جو نماز کے لئے عام طور پر مخصوص کر لی گئی ہو اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں۔ مجبوری کے حالات کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ بندے کی نیّت کے مطابق اعمال کا ثواب دیتا ہے۔

سوال :۔ کیا عورت گھر میں خلوت والی جگہ میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے؟

جواب :۔ اگر کسی جگہ مسجد نہیں یا مسجد میں عورت کے لئے رہائش کا معقول انتظام نہیں تو عورت گھر میں ایک خاص جگہ مقرر کر کے وہاں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔

ہر احمدی گھرانے میں جہاں تک ممکن ہو سکے ایک ایسی جگہ ہونی چاہیئے جو مسجد البیت (گھر کی مسجد) کے طور پر ہو۔ گھر کی عورتیں وہاں نماز پڑھیں اور مرد سنتیں اور نوافل وغیرہ ادا کریں اور مشکلات کے موقع پر وہاں خلوت گزیں ہو کر دعائیں کی جائیں۔ یہ طرزِ عمل بڑی برکات کا موجب ہے اور صحابہ کا اکثر اسی کے مطابق عمل تھا۔

سوال :۔ کیا بوڑھے آدمی کے لئے جس کے لئے روزہ رکھنا مشکل ہے بغیر روزے کے مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے؟

جواب :۔ عام حالات میں اعتکاف کے لئے روزہ ضروری شرط ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں :۔ "لا اعتکاف الا بصوم"[2]۔ آیت کریمہ "ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد"[3] کا انداز بیان بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ تصریح کہیں نہیں ملتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا آپؐ کے صحابہؓ کبھی روزہ کے بغیر اعتکاف بیٹھے ہوں۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت ابن عمرؓ اور ائمہ میں سے امام مالکؒ۔ امام ابوحنیفہؒ۔ امام اوزاعیؒ کا یہی مسلک ہے اور سلسلہ احمدیہ کے بزرگان کی بھی یہی رائے ہے اس کے برعکس حسن بصریؒ۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اعتکاف کے لئے روزہ کو شرط نہیں مانتے۔ یہ بزرگ اپنی رائے کی تائید میں یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ مَیں نے

لے :۔ نیل الاوطار ص۲۶۵ ج۴ ؛ ۲ :۔ ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض ص۳۳۵ ؛
۳ :۔ البقرۃ:۱۸۸ ؛

ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی کیا مَیں نذر پوری کروں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک رات اعتکاف میں گذاری[1]

اس روایت سے معلوم ہُوا کہ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری نہیں کیونکہ رات کو روزہ نہیں رکھتے۔ اسی بناء پر ان ائمہ کے نزدیک دو گھڑی بھی اعتکاف جائز ہے۔[2]

سوال :۔ اعتکاف کے دوران کیا انسان رات کو مسجد میں چارپائی بچھا کر سو سکتا ہے؟

جواب :۔ اعتکاف کے دنوں میں ضرورت پڑنے پر مسجد کے کسی کونے میں یا کسی اور مناسب جگہ میں چارپائی بچھا کر سونا جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ ایسا کرنے سے مسجد میں نماز پڑھنے والوں کو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ حدیث میں آتا ہے :۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اعْتَكَفَ طُرِحَ لَهٗ فِرَاشُهٗ وَيُوْضَعُ لَهٗ سَرِيْرُهٗ وَرَاءَ اُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ"[3]

یعنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف شروع فرماتے تو آپ کے لئے بستر بچھایا جاتا اور ایک ایسے ستون کی اوٹ میں آپ کی چارپائی بچھائی جاتی جس کا نام توبہ کا ستون تھا۔ (ایک مشہور واقعہ[4] کی وجہ سے اس ستون کا نام استوانہ پڑ گیا تھا)۔

سوال :۔ حدیث میں آتا ہے کہ معتکف حوائجِ ضروریہ کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ حوائجِ ضروریہ سے کیا مراد ہے؟

جواب :۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :۔

"كَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ اِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا"[5]

یعنی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں سوائے انسانی حاجت کے گھر میں نہیں آتے تھے۔

انسانی حاجت سے مراد کیا ہے۔ اس کا ایک مفہوم بیت الخلاء جانا ہے اس مفہوم پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ایسی ضرورت ہے جس کے لئے مسجد سے باہر آنا ضروری ہے۔

لے :۔ بخاری کتاب الاعتکاف باب اذا نذر فی الجاھلیۃ ص۲۷۲، ابوداؤد ص۳۳۵ ؛ ۲ :۔ نیل الاوطار ص۲۶۸ ج۴ ؛
۳ :۔ ابن ماجہ کتاب الاعتکاف باب فی المعتکف یلزم مکانا من المسجد ص۱۲۷، نیل الاوطار ص۲۷۶ ج۴ ؛
۴ :۔ حاشیہ ابن ماجہ حاشیہ ص۱۲۷ ؛ ۵ :۔ مسلم کتاب الطہارۃ باب جواز غسل الحائض رأس زوجھا الخ ص۱۱۷ ؛

اسی طرح اگر محلہ کی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہے تو جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد جانے کی بھی اجازت ہے اور اسے بھی حاجت انسانی سمجھا گیا ہے۔ ان کے علاوہ باقی ضروریات مثلاً درس القرآن یا اجتماعی دُعا میں شامل ہونے۔ بال کٹوانے۔ کھانا کھانے[1] نماز جنازہ پڑھنے۔ کسی عزیز کی بیمار پُرسی کرنے یا کسی کی مشایعت کے لئے باہر آنے کی اجازت میں اختلاف ہے۔ اکثر ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر آنے کو جائز نہیں سمجھتے اور اعتکاف کی روح بھی اس امر کی مقتضی ہے کہ ان ثانوی اغراض کے لئے معتکف مسجد سے باہر نہ آئے بلکہ کلّی انقطاع کی کیفیت اپنے اُوپر وارد کرنے کی کوشش کرے اور اس قسم کی ترغیبات و خواہشات کی قربانی دینے کا اپنے آپ کو عادی بنائے۔

سوال :- اعتکاف سے متعلق مشہور ہے کہ شاذ و نادر حالات کے سوا معتکف مسجد سے باہر نہ جائے۔ شاذ و نادر حالات کی مثال قضائے حاجت کے لئے باہر جانا ہے یا عدالت میں کسی ضروری شہادت کی غرض سے جس میں التواء کی صورت نقصان دہ ہو۔ یا بعض نے جنازہ کے لئے بھی اجازت دی ہے یہ پابندی نہ ہو تو اعتکاف کی غرض و غایت مفقود ہو جاتی ہے لیکن بعض بزرگ ان پابندیوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور بعض تو دفتر میں جاکر اپنا دفتری کام بھی کر لیتے ہیں۔ صحیح صورت حال کی وضاحت کی جائے۔

جواب :- کُلّی انقطاع اعتکاف کا اعلیٰ درجہ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ سنت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کی متابعت یہ ہے کہ معتکف مسجد سے باہر نہ نکلے نہ بیمار کی عیادت کے لئے اور نہ ہی جنازہ میں شامل ہونے کے لئے۔ ہاں حوائج ضروریہ کے لئے باہر جاسکتا ہے اور حوائج ضروریہ سے مراد بیت الخلاء جانا ہے۔[2]

تاہم بعض فقہاء نے کہا ہے کہ حوائج ضروریہ میں کچھ وسعت ہے بعض اور ضرورتوں کے لئے بھی معتکف مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ خاص طور پر ضروری شہادت کے لئے جانے کی اہمیت مسلم ہے۔ کیونکہ

و :- ممانعت کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صریح ارشاد موجود نہیں۔

[1] :- سوائے اس کے کہ مجبوری ہو مثلاً گھر سے کھانا لانے والا کوئی نہ ہو۔

[2] :- ابوداؤد کتاب الصیام باب المعتکف یعود المریض ص۳۳۵۔

ب :- اعتکاف کا لغوی مفہوم صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ انسان عبادت کی نیت سے مسجد میں کچھ عرصہ کے لئے بیٹھ رہے۔

ج :- بعض روایات سے بھی اشارۃً اس کی تائید ہوتی ہے کہ انسان کسی اور ضرورت کے پیشِ نظر بھی مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک بار حضرت صفیہؓ رات کو آپؐ سے ملنے گئیں اور دیر تک باتیں کرتی رہیں اور جب واپس ہوئیں تو آپؐ انہیں گھر تک پہنچانے آئے۔ حالانکہ گھر مسجد سے کافی دُور تھا۔[1]

د :- جس امر کے جائز ہونے کا ائمہ میں سے کوئی امام قائل ہو اس کے متعلق اصول یہ ہے کہ ضرورت اور مجبوری کے حالات میں اسے اختیار کرنے کا عمل روحانی ترقی اور ثواب کے حصول کے منافی نہیں۔ سابقہ ائمہ میں سے جو لوگ اس قسم کے استثناء اور ضرورت کے لئے مسجد سے باہر آنے کے جواز کے قائل ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں:-

حضرت علیؓ۔ سعید بن جبیرؒ۔ قتادہ ابراہیم نخعی۔ حسن بصری اور امام احمد۔[2]

پس جو لوگ اپنے بعض ضروری کاموں کی وجہ سے اعلیٰ درجہ کا عین سنّت کے مطابق اعتکاف نہیں بیٹھ سکتے وہ ان دلائل کے پیشِ نظر دوسرے درجہ کے اس اعتکاف میں شامل ہو سکتے ہیں تاکہ ثواب سے وہ بکلّی محروم نہ رہیں۔ ایسی صورت میں وہ اعتکاف کی نیت کرتے وقت اپنے بعض ضروری کاموں کے لئے مسجد سے باہر جانے کے استثناء کی نیت کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارشادات کا تعلق بھی غالباً اسی دوسرے درجہ کے اعتکاف سے ہے جن میں بعض دوسری ضروریات کے لئے مسجد سے باہر جانے کی اجازت کا ذکر ہے۔

سوال :- کیا اعتکاف کی صورت میں کالج میں درس و تدریس کے لئے جانا جائز ہے؟

جواب :- بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کو ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے لیکن اگر ان کو کیا جائے تو پھر ضروری شرائط کے ساتھ ان کی بجاآوری مشروط ہے۔ اعتکاف کا بھی یہی حال ہے۔ آپ چاہیں تو اعتکاف بیٹھیں اور چاہیں تو اپنے حالات کے پیشِ نظر ترک کریں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ مسنون اعتکاف کی نیت سے اعتکاف بھی بیٹھیں اور پھر اپنی مرضی کو بھی اس میں دخل انداز ہونے دیں۔

اعتکاف کے لغوی معنے یہ ہیں کہ انسان ثواب اور عبادت سمجھ کر کچھ دیر کے لئے مسجد

[1] :- ابوداؤد باب المعتکف یدخل البیت لحاجۃ ص۳۳۵/۱ ، بخاری ص۲۷۲/۱ ؛ [2] :- اوجز المسالک ص۱۱۳/۳ ؛

میں مقیم رہے اس لئے عبادت کی نیت سے چند منٹ کا قیام بھی اعتکاف ہوگا لیکن مسنون اعتکاف جو رمضان کے آخری عشرہ میں اختیار کیا جاتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ضروری یا طبعی حوائج کے علاوہ باقی کسی وجہ سے بھی مسجد سے باہر نہ نکلے اور ضروری حوائج میں کالج آکر سبق سننا شامل نہیں۔ حدیث میں آتا ہے:-

اَلسُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ اَنْ لَّا يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ اِمْرَأَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ اِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ - وَلَا اِعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِىْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ -[1]

اسی طرح حضرت عائشہ فرماتی ہیں:-

"اِنْ كُنْتُ لَاَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيْضُ فِيْهِ فَمَا اَسْاَلُ عَنْهُ اِلَّا وَاَنَا مَارَّةٌ"۔[2]

یعنی معتکف کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ مریض کی عیادت کے لئے نہ جائے۔ جنازہ میں شامل نہ ہو۔ اپنی بیوی کے پاس نہ جائے۔ مسجد سے انسانی حوائج پیشاب۔ قضائے حاجت وغیرہ کے سوا باہر نہ جائے۔ اعتکاف کیلئے روزہ ضروری ہے۔ اسی طرح اعتکاف ایسی مسجد میں بیٹھنا چاہیئے جہاں نماز باجماعت ہوتی ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ جب بھی میں قضائے حاجت کے لئے گھر آتی اور گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو چلتے چلتے اس کی طبیعت پوچھ لیتی۔ (ٹھہرنے کو روا نہیں سمجھتی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیادت مریض کے جواز کے بارہ میں جو لکھا ہے اس کا بھی غالباً یہی مطلب ہے کہ ایسے رنگ میں عیادت جائز ہے۔

سوال :- اعتکاف کا مسنون طریق کیا ہے؟

جواب :- مسنون اعتکاف وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کے مطابق ہو اور جو حدیثوں سے ثابت ہے اور وہ یہ ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ آپؐ مسجد میں روزہ سے گزارتے اور حوائج ضروریہ کے علاوہ باقی کسی ضرورت سے مسجد سے باہر نہ آتے۔

[1] :- ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض ص۳۳۵؛

[2] :- ابن ماجہ کتاب الصوم باب فی المعتکف یعود المریض۔ الخ ص۱۲۹؛

یہ مکمل اور سنّت کے مطابق اعتکاف ہے۔ لیکن اگر کوئی اس کے لئے اپنے حالات کے اعتبار سے گنجائش نہ پائے تو اس میں کمیاں کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی پُورا عشرہ نہ بیٹھ سکے تو وہ حسب گنجائش ۹ دن۔ ۸ دن۔ ۷ دن اور اس سے بھی کم دن اعتکاف بیٹھ لے تو اللہ تعالیٰ کے حضور سے ایسا کرنے والا ثواب کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی روزہ نہیں رکھ سکتا تو اپنا وقت مسجد میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں صرف کرکے اپنی کوشش کے مطابق اعتکاف کا ثواب حاصل کرسکتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو پُورا اسلم دن اعتکاف کے لئے نہیں بیٹھ سکتے تو انہیں جتنی گھڑیاں مسجد میں عبادت میں میسّر آسکتی ہیں یہ ان کی سعادت کا موجب ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ائمہ سلف نے ان حالات میں ایسی رعایتوں کی تصریح کی ہے اور اعتکاف کے جذبہ کو قوی رکھنے کے لئے حوصلہ افزائی کے پہلو کو ترجیح دی ہے۔

سوال:۔ کیا حوائج ضروریہ کے لئے اگر قریب انتظام نہ ہو تو معتکف دُور بھی جاسکتا ہے؟

جواب:۔ حوائج ضروریہ کے لئے اگر قریب انتظام نہیں تو دور فاصلہ پر جاسکتے ہیں۔ لیکن فراغت کے بعد فوراً مسجد میں واپس آجائیں۔

سوال:۔ کیا معتکف جماعتی میٹنگ یا جماعتی کاموں کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے؟

جواب:۔ جہاں تک ممکن ہو حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور کام کے لئے مسجد سے باہر نہ جائے ورنہ مسنون اعتکاف ادا نہیں ہوگا۔ ہاں وقتی اعتکاف یعنی مسجد کی عبادت کا ثواب میسّر آسکتا ہے۔

سوال:۔ کیا کھانا کھانے کے لئے معتکف گھر جاسکتا ہے یا بازار سے کھانا لاسکتا ہے؟

جواب:۔ اگر کھانا لانے کا کوئی انتظام بسہولت نہ ہوسکے تو گھر سے کھانا لایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح بازار سے بھی۔

سوال:۔ اگر مسجد میں غسل کا انتظام نہ ہو تو کیا غسل کے لئے گھر جاسکتے ہیں؟

جواب:۔ اگر پہلے سے بطور نیت غسل کو حوائج ضروریہ میں شامل کرلیا جائے تو اس کے لئے گھر جاسکتا ہے۔ وضو اور ضروری غسل تو پہلے ہی حوائج ضروریہ میں شامل ہے۔ اس مقصد کے لئے مسجد سے باہر آسکتا ہے۔

سوال:۔ کیا اعتکاف کی حالت میں مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا اور بال کٹوانا درست ہے۔ کیا اس سے آداب مسجد میں کوئی حرج تو لازم نہیں آتا؟

جواب:۔ اعتکاف کی حالت میں بال کٹوانے اور حجامت بنوانے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ مسجد کے اندر اسے ناپسند کیا گیا ہے کیونکہ یہ امر مسجد کے احترام اور اس کے آداب کے خلاف ہے۔ اکثر علماء امت کا یہی مسلک ہے۔ چنانچہ مؤطا امام مالک کی شرح اوجز المسالک میں لکھا ہے:۔

"وَيُكْرَهُ حَلْقُ الرَّأْسِ فِيْهِ مُطْلَقًا اَیْ مُعْتَكِفًا كَانَ اَوْ غَيْرَ مُعْتَكِفٍ........ وَذٰلِكَ لِحُرْمَةِ الْمَسْجِدِ"۔[1]

یعنی مسجد میں بال کٹوانا ناپسندیدہ ہے۔ یہ ممانعت مسجد کے احترام کے پیش نظر ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے نہیں۔ کیونکہ حجامت بنوانا منافیٔ اعتکاف نہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت اعتکاف میں جب بالوں میں کنگھی کرنا ہوتی تو آپؐ اپنا سر مسجد سے باہر کر دیتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو اپنے حجرہ میں ہوتیں آپؐ کو کنگھی کر دیتیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہُوا کہ معتکف اپنے دنیوی کاروبار کے متعلق بات کرسکتا ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا:۔

"سخت ضرورت کے سبب کرسکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جاسکتا ہے۔"[2]

صاحب ھدایہ لکھتے ہیں:۔

"لَا بَأْسَ بِاَنْ يَّبِيْعَ وَيَبْتَاعَ فِی الْمَسْجِدِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّحْضِرَ السِّلْعَةَ"۔[3]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں۔ کبھی دس دن ہوجاتے ہیں اور کبھی گیارہ ......ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کو قبولیت دُعا کا وقت بتلانے کے لئے باہر نکلے تھے مگر اسی وقت دو آدمی آپس میں لڑتے ہوئے آپؐ نے دیکھے تو فرمایا کہ تم کو دیکھ کر مجھے وہ وقت بھول گیا ہے مگر اتنا فرمایا کہ ماہِ رمضان کی آخری دس راتوں میں یہ وقت ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ ان راتوں کے علاوہ بھی یہ وقت آتا ہے مگر رمضان کی آخری راتوں میں قبولیت دُعا کا خاص وقت ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تجربہ کی بناء پر فرمایا کہ ستائیسویں کی رات کو یہ وقت ہوتا ہے"۔[1]

---

[1]:۔ اوجز المسالک صفحہ ۱۱۳-۲/۱۱۲ [2]:۔ بدر ۲۱ فروری ۱۹۰۷ء [3]:۔ ھدایہ صفحہ ۱۹۱ جلد اوّل

[1]:۔ الفضل ۴ نومبر ۱۹۱۴ء

تلقینِ عمل

ایک عزیزہ کی تقریب ختمِ قرآن سے متاثر ہو کر

ہو مبارک تجھ کو بیٹی ختمِ قرآنِ کریم
ہو محافظ راہِ ہستی میں ترا ربِّ رحیم

روشنی ہے دین و دنیا کی تری تقدیر میں
آگئی ہے رُوح تیری حلقۂ زنجیر میں

صورتِ قرآں بھلائی کا خزینہ مل گیا
ہر بلندی جس سے حاصل ہو وہ زینہ مل گیا

اِس کے اِک اِک حرف میں ہے روشنی ہی روشنی
علمِ قرآں ہے۔ حقیقی رہنمائے زندگی

اِس کی ہر آیت میں نُورِ آگہی ہے ضَوفگن
اس کی ہر سُورت میں پوشیدہ محبت کے چمن

اس کا پڑھنا بھی عبادت۔ اس کا سُننا بھی ثواب
دُور کر دیتا ہے یہ ادبار و نکبت کے عذاب

پڑھ لیا جس نے بھی قُرآں۔ ہے وہ نازِ کائنات
ایسے انساں کو میسّر ہے۔ خدا کا اِلتفات

یہ فلاح و کامرانی کا سنہرا تخت ہے
حاملِ قرآنِ فرقاں۔ آدمی خوش بخت ہے

پڑھ لیا قُرآں۔ تو اب اس پر عمل بھی چاہئے
زندگی کی اُلجھنوں کا اس سے حل بھی چاہئے

ثاقب زیروی

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا، مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو۔ اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دِل کو صداقت سے دُور کرکے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دُوسرے کیساتھ عزّت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچّی صلح پیدا کرلو۔ اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے۔ اور اس سے بچنے والے وہی ہیں۔ جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کرکے اس کے حضور میں آتے ہیں۔ تم یاد رکھو۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے۔ اور اُس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے۔ تو خدا تمام رُکاوٹوں کو دُور کر دے گا۔ اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کِسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور اپنے کھیت کو خوشنما درختوں اور بارآور پودوں سے آراستہ کرتا، اور ان کی حفاظت کرتا، اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے اُن کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں۔ اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں۔ اُن کی مالک پرواہ نہیں کرتا۔ کہ کوئی مویشی آکر اُن کو کھا جاوے۔ یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو، کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دیگی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچّا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ ہزاروں بھیڑ اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں۔ پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا۔ لیکن اگر ایک آدمی مارا جاوے تو بڑی باز پرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپکو درندوں کی مانند بیکار اور لاپرواہ بناؤ گے تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ چاہیئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ۔ تاکہ کِسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جُرأت نہ ہو سکے۔ کیونکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اُٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنےٰ باتوں سے اعراض کرکے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔" از ذکرِ حبیب حضرت مفتی محمد صادق صاحب